SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 31, 1998

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Syed Iqbal Haider) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ الکذب وھو یدعٰی الی الاسلام واللّٰہ لا یھدی القوم الظّٰلمین- یریدون لیطفئوا نوراللّٰہ بافواھھم و اللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون- ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون- یاَیھا الذین اٰمنو ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم- تؤمنون باللّٰہ و رسولہٖ و تجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم و انفسکم ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون-

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا- یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر)

بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جزاک اللہ۔ First of all Leave Applications.

جناب محمد اجمل خان خٹک صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 24 تا 27 اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب محمد زاھد خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 24 تا 27 اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے جس کے لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب فاروق احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 31 اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہونے کی وجہ سے 31 اگست تا 2 ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب محمد یسین خان وٹو صاحب نے بھی اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے آج مورخہ 31 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب حفیظ اے پاشا صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ علالت کی بنا پر آج یعنی 31 اگست کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ These are just for your information. جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I would like to draw your attention to the fact that this Government has once again flouted the orders of the Supreme Court of Pakistan and living true to its tradition of paying scant or no respect to the Superior Judiciary by first launching a physical assault on it and then by repeatedly not honouring the orders passed by the Supreme Court - Senator Asif Ali Zardari has not been produced in the Senate today. I would draw your attention, sir, to the fact that the Supreme Court of Pakistan on the 28th of August, 1998 passed an order that Senator Zardari is to be produced and I would read the operative part, which is just four or five lines of the order which is paragraph 5; "On the parity of circumstances and existence of identical position, we grant him the same relief as was granted to him earlier by this Court. We, therefore, direct the respondent, that is, the Federal Government, to make all necessary arrangements for allowing the petitioner to attend the current session, that is, this session, current session provided the proceedings of the court are not affected which shall have certainly precedence. Now, sir, this is a clear cut order of the Supreme Court of Pakistan and this Government living true to its tradition of flouting the orders of the Supreme Court has today committed contempt of court by not producing Senator Asif Ali Zardari in accordance with that order. I would like to draw your attention to this.........

Mr. Presiding Officer: Let me enquire from Raja Sahib,
چونکہ چوہدری شجاعت حسین صاحب تو تشریف نہیں رکھتے ۔ راجہ صاحب اگر آپ اس سلسلے میں کچھ معلومات حاصل کر کے ایوان کو مطلع فرمائیں۔

راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! یہ تو ممکن نہیں ہے کہ عدالت عظمٰی کا کوئی حکم ہو ان کی production کے بارے میں اور انہیں produce نہ کیا جائے۔ اب administrative طور پر پچھلی دفعہ بھی جب وہ یہاں آئے تھے عدالتی حکم پر تو اس میں تھوڑی سی تاخیر ہوگئی تھی، ورنہ یہ ممکن نہیں ہے کہ سپریم کورٹ آرڈر دے اور ان کو نہ لایا جائے۔ لہٰذا میں پتہ کرتا ہوں کہ کیا صورتحال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے بھی یہ خدشہ ہے کہ شاید تاخیر ہوئی ہو۔ اسی لئے میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔

میاں رضا ربانی: میں اس سلسلے میں آپ کی اور ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ بات عرض کر دوں کہ 28 تاریخ کو یہ آرڈر پاس ہوا ہے اور 29 تاریخ کو میں نے آرڈر ایک خط کے ساتھ سینیٹ سیکرٹریٹ کو بھیج دیا تھا کہ یہ آرڈر پاس ہوچکا ہے سپریم کورٹ سے اور اس کی روشنی میں آپ نے جو احکامات جاری کرنے ہیں یا جو آپ نے کام کرنا ہے وہ آپ کرلیں۔ 28 سے لے کر آج 31 تاریخ ہے، سپریم کورٹ کا آرڈر ہے، کسی چلتی ہوئی عدالت کا نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس پر ہم نماز کے وقفے کے بعد مزید بات کرلیں گے۔ پہلے راجہ صاحب معلومات حاصل کرلیں۔ جی جناب ڈاکٹر حئی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ آپ کے توسط سے ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ وہ Cruise missile کا مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق "ڈان" کے فرنٹ page پر ایک بڑی خبر ہے

(مداخلت)

میاں رضا ربانی۔ جناب والا parliamentarians کا کیا یہ تحفظ ہے کہ ایک لیڈی اس طرح ہاؤس میں پھرے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں کوئی غیرممبر ایوان میں داخل نہیں ہوسکتا۔ سیکرٹری صاحب جو محترمہ آئی ہیں ان سے ضرور آپ explanation لیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, is this the respect the Government is giving to Parliament that anybody can walk in willy- nilly? Why the Government

is quite on this?

Mr. Presiding Officer: The lady is from the Senate Security Staff and I have already directed the Secretary that he should take appropriate action for this violation.

Mrs. Tehmina Doltana: Mr. Chairman, I would like to clarify something, it was just a surprise to me when the lady walked in, I asked Raja Sahib, I said who is she and he asked me the same question. She came and said that I want to see you. I said later on, not now.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت غیر ذمہ دار خاتون ہے۔

Mrs. Tehmina Doltana: It was a surprise for me. If I am saying something, why should I say something which is not correct. I asked Raja Sahib and I did feel quite odd when she was walking in and I did not even know that she wanted to speak to me. She walked in, she said something in my ear and she went there, why should I say what is not correct?

Mian Raza Rabbani: Sir, we have absolutely no intention of calling into question the statement of the Minister but very serious matter arises from the statement of the honourable Minister. The honourable Minister did not even know who that lady is and that lady walked into the House like this. This clearly reflects the lack of security being provided by this Government, not only outside Parliament but inside Parliament. Sir, we were hearing of bomb attacks, assassination attack outside of Parliament. Now if any person, whom the honourable Minister does not even know, if anyone can walk into the House like this, this reflects on the law and order situation in the country that anybody can walk into the Senate like this. This purely reflects on how seriously this

Government is taking the question of law and order.

Syed Iqbal Haider: No, I can not possibly disagree with your sentiments but the greater irony is that she belongs to the Senate Security Staff, it is a greater irony, so that is a lapse and I have directed the Secretary to take appropriate action against the lady. Yes, Dr. Abdul Hayee.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: میں جناب عرض کر رہا تھا کہ کل کے 'ڈان' میں بہت بڑی خبر ہے front page پہ کہ پندرہ کروز میزائلوں کا ابھی تک پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں گرے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Fifteen cruise missiles; you say?

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جی جناب۔ پندرہ اور یہ بہت بڑی خبر ہے۔ کہ کم از کم پندرہ کروز میزائل ایسے ہیں جنھوں نے اپنا ٹارگٹ مس کیا ہے۔ ابھی افغانستان میں اسامہ بن لادن کے کیمپوں پر میزائل فائر کیئے گئے تھے۔ اس کے بارے میں جناب جتایا گیا ہے کہ کم از کم ساٹھ کے قریب میزائل فائر کیئے گئے اور یہ رپورٹ واشنگٹن ڈی سی سے 'ڈان' اخبار کے نمائندوں نے یہاں ارسال کی ہے۔ وہاں کے اخبارات میں یہ خبر آئی ہے۔ Washington Post میں اور different news میں کہ ساٹھ میزائل افغانستان پر برسائے گئے۔ کوئی کہتے ہیں کہ یہ پچھتر سے سو تک تھے اور یہ بھی اطلاع ہے کہ پندرہ کے قریب جو ہیں ان کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ شنگر ضلع خاران میں گرا ہے اور یہ راس کوہ کے پاس ہے۔ جہاں دھماکہ ہوا تھا۔ ابھی مکران میں بھی دو کا فی الحال پتہ چلا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ اور ہمیں اس کو اس طرح نہیں لینا چاہیئے۔ میں صرف آپ کو سادہ سی مثال دوں۔ ابھی آپ دیکھیں کہ کہاں خوست اور کہاں بلوچستان۔ اور وہ بھی خاص طور پر اس ایریا کے قریب جہاں آپ نے ایٹمی بلاسٹ کیا۔ اور اگر یہاں پر یہ میزائل پھٹ جاتا تو ماہرین کا کہنا ہے کہ کم از کم چالیس پچاس کلو میٹر میں یہ میزائل تباہی مچا دیتے۔ اور وہ مادہ جو دبا ہوا تھا۔ وہ سارے کا سارا اوپر آ کر تباہی اور بربادی مچا دیتا۔ نہ صرف یہ بلکہ اگر بارش ہو جاتی تو اور بھی زیادہ سینکڑوں کلو میٹر میں اس کے اثرات پھیلتے۔ اور پھر بارش کے ذریعے یہ پانی نیچے زمین میں جاتا اور اس کے اثرات کتنے تباہ کن ہوتے۔ اور یہ تو نسل در نسل تباہی مچا دیتے۔

اب تک یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ میزائل جن کا ابھی تک پتہ نہیں چلا، وہ کہاں ہیں۔ وہ کہتے ہیں

کہ کم از کم پینتیس فی صد نے اپنا ٹارگٹ مس کیا ہے۔ تو ظاہر ہے بلوچستان کے ساحل کے قریب سے ہی پھینکے گئے اور ہمیں ڈر ہے کہ ان کے زیادہ اثرات ہم پر ہی پڑیں گے۔ اور یہ بڑی پریشانی کا مسئلہ ہے۔ نہ صرف بلوچستان کے عوام کے لئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کے لئے یہ خطرہ ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ ہم کم از کم ان کا سراغ تو لگائیں۔ پتہ تو چلے۔ اور نہ صرف یہ جناب چیئرمین صاحب! اس تباہی اور بربادی کے اور بھی اثرات ہوں گے۔ ایک تو ہماری فضائی حدود کی خلاف ورزی کی۔ ہماری sovereignty کا violation کیا گیا۔ اس خبر میں دوسری جو اہم بات ہے۔ اس کو بھی آپ دیکھ لیں۔ وہ یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ مہینوں پہلے اس کا پلان تیار کیا گیا تھا۔ جب سے اسامہ بن لادن نے فروری میں فتویٰ دیا کہ امریکن کو خدا معلوم کیا کرو۔ قتل کرو یا جو بھی کرو۔ اس فتویٰ کے بعد یہ پلاننگ ہورہی تھی۔ پھر جناب سینٹو کے کمانڈر ان چیف بھی پچھلے سال فروری میں یہاں آئے تھے۔ اور وہ کہتے ہیں اسی وقت یہ پلاننگ کی جا رہی تھی۔ اور پھر ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب جو واشنگٹن میں موجود تھے state department میں۔ بقول اخبار کے جناب میری کوئی اور معلومات نہیں ہیں۔ 'ڈان' اخبار کے ذریعے سے میری معلومات ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ وہاں اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت موجود تھے پھر جنرل رالسٹن صاحب یہاں پر موجود تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ مہینوں کی planning ہے۔ اور اس کے بارے میں یہ شکوک وشبہات ہیں کہ یہ ہو نہیں سکتا ہے کہ یہ بات پاکستان کے علم میں نہ ہو۔ اب یہ ساری منصوبہ بندی اور معاملات یہ کیا اشارہ دیتے ہیں جناب والا! کس طرح سے ہم سمجھیں کہ ہماری حکومت کام کر رہی ہے۔

جناب والا! آپ کو بھی علم ہے۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ بابا! اٹیمی بلاسٹ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ دھماکے سے یا اٹیمی اسلحہ کی دوڑ سے آپ اپنے دفاع کو مضبوط نہیں کر سکتے۔ جیسا یہاں کہا جاتا رہا کہ دفاع مضبوط ہو جائے گا۔ ہم چھٹی طاقت بن گئے ہیں ہمیں ویٹو پاور مل جائے گی جیسا ہمارے وزیر اعظم صاحب نے فرمایا۔ جناب ہم تو ابھی اپنی جان نہیں چھڑا سکتے۔ اپنا بچاؤ نہیں کر سکتے ہیں۔ اپنا تحفظ نہیں کر سکتے۔ اپنا دفاع نہیں کر سکتے۔ جو ہم نے بات کی تھی کہ جناب اٹیمی اسلحہ مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تمام حل طلب تنازعات اور مسائل کو مذاکرات کے ذریعے سے حل کیا جائے، بشمول کشمیر آپ پر امن راستہ اختیار کریں اور دنیا میں اپنی diplomacy, اپنی economy کے ساتھ معاشی طاقت کے طور پر ابھریں۔ اور آپ ایک قوت بنیں اور ایک طاقت بنیں۔ اور اٹیمی اسلحہ کی دوڑ اور اس طرح کی چیزوں سے اجتناب کریں۔ ہماری نظر میں چودہ

کروڑ عوام ملک کے دفاع کے لئے سب سے بڑی طاقت ہیں۔ وہ ہی دفاع کر سکتے ہیں۔ آپ ملک کے اندر قومی یک جہتی کو فروغ دیں۔ آپ ایسے ایشوز نہ لائیں۔ جن سے قومی یک جہتی متاثر ہو ۔ میں کہتا ہوں کہ چودہ کروڑ عوام پریشان ہیں اور بالخصوص بلوچستان کے عوام پریشان ہیں، عدم تحفظ محسوس کر رہے ہیں۔ پہلے بھی کچھ نہیں کیا گیا کہ بھئی اس کا fall out ہے یا radiation ہے؟ آپ نے بلوچستان کے عوام کو قربانی کا بکرا بنایا۔ جہاں آپ نے کوئی infrastructure نہیں دیا، پینے کا پانی آپ نے نہیں دیا، کوئی آپ نے ان کو ترقی اور خوشحالی نہیں دی۔ ایٹمی پلانٹ کی مصیبت آپ نے ہمارے گلے میں ڈالی۔

خدا کے لئے ہمیں بھی اپنا بھائی سمجھو۔ ہمارے لئے بھی کوئی اقدام کرو۔ یہ کروز میزائل ہیں، یہ جو fall out ہے، radiation ہے، اس کے اثرات ہیں۔ بھئی ہمیں اس ملک کا شہری سمجھو اور ہمارا دفاع تو کم از کم کرو۔ ہمارے ساتھ بھی برادرانہ سلوک کرو۔ یہ سوتیلی ماؤں والا سلوک بلوچستان کے ساتھ ختم کرو۔ ہم بھی فیڈریشن کا حصہ ہیں، ہم بھی آپ کے خادم ہیں۔ سب مل کر ملک کو ترقی دیں۔ یہ نہیں کہ بلوچستان سو سال پیچھے رہے ۔ ایک سکول کے لئے ترسے، ایک گلاس پانی کے لئے، ایک ملازمت کے لئے، ایک روز گار کے لئے ترسے ۔ جناب چیئرمین ! آپ کی وساطت سے میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس مسئلے پر سوچیں اور یہ جو میزائل کا اہم مسئلہ ہے۔ اس پر غور کریں اور ہمیں تسلی کرائیں کہ کیسے اس کو defuse کریں گے۔ کہاں اس کی تلاش کریں گے۔ کس طرح آپ امریکہ سے زبردست احتجاج کریں گے کہ آپ نے ہمارے عوام کے ساتھ زیادتی کی ہے، ہمارے ملک کے چودہ کروڑ عوام کے ساتھ زیادتی کی ہے، ہماری sovereignty کو violate کیا ہے ۔ بہت مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ حئی بلوچ صاحب ۔ آپ نے جس نقطے کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ واقعی باعث تشویش ہے اور میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جس جانب معزز سینیٹر نے توجہ مبذول کرائی ہے وہ واقعی سنگین اور سنجیدہ نوعیت کا معاملہ ہے ۔ سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ حکومت نے کیا اقدام اٹھائے ہیں کروز میزائل کی تحقیقات کے بارے میں کہ وہ کیسے پہنچے اور کتنے پہنچے ہیں؟ اور کیا اس علاقے کی scanning پوری طرح سے ہوگئی ہے کہ نہیں؟ اور کیا حفاظتی اقدامات کیے ہیں؟ Foreign Minister صاحب تو یہاں ہے نہیں ، راجہ صاحب ہی بعد میں اس ایوان کو مطلع فرمائیں۔ جی زاہد صاحب ۔

جناب محمد زاہد خان : شکریہ چیئرمین صاحب ۔ ہمارے ساتھ اس ہاؤس میں بہت نا انصافی ہو

رہی ہے - میرا جو point of order ہے وہ Information Ministry کے بارے میں ہے- جناب میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں - جمعہ کے اجلاس کی شام کو پی ٹی وی میں جب خبر آئی تو میں نے غور سے سنا کہ --- جناب اس کو آپ ذرا غور سے سنیں ، آپ نے ہاؤس سے اس کی ruling لینی ہے کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی فرمائیے -

جناب محمد زاہد خان : اس دن لیڈر آف دی اپوزیشن اور اپوزیشن نے پرائم منسٹر کی طرف سے اخبارات کے خلاف جو کچھ کہا گیا تھا اس پر احتجاج کیا تھا اور احتجاج کی اجازت نہیں ملی - جب اجازت نہیں ملی تو اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا اور واک آؤٹ کے بعد میں نے کورم point out کیا، کورم پورا نہیں ہوا اور اجلاس adjourn ہو گیا-

شام کو جب میں نے ٹی وی پر خبر نامہ سنا تو اس میں نہ تو اپوزیشن کا کوئی ذکر تھا کہ ہم نے واک آؤٹ کیا ہے کہ نہیں اور نہ ہی اس بات کا کہ ہم نے ہاؤس میں کچھ کہا ہے کہ نہیں - بس جو ان کے منسٹر نے باتیں کیں وہ دہرا دی گئیں - جناب والا ! یہ صرف اپوزیشن کے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے کہ اتنے اہم پوائنٹ پر جو اخبارات سے related تھا ، جو پرائم منسٹر کے بیانات سے related تھا اور اس پر بحث کرنی تھی اور اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں ، یہ بڑا اہم نکتہ ہے زاہد صاحب لیکن میں چاہوں گا کہ آپ اس وقت اٹھائیں جب پرویز رشید صاحب تو کم از کم ہوں - پرویز رشید صاحب آ گئے ہیں- میں چاہتا ہوں کہ اس کا صحیح جواب ہو اور موثر جواب ہو ، پرویز رشید صاحب آپ کی بڑی عمر ہو، آپ کا نام لیتے ہی آپ تشریف فرماہیں-

جناب محمد زاہد خان- جناب چیئرمین صاحب! وہ منسٹر نہیں ہیں -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - ٹی وی کے چیئرمین ہیں-

جناب محمد زاہد خان- ٹی وی کے چیئرمین انفارمیشن منسٹری کو کنٹرول نہیں کرتے ہیں- وہ منسٹر کرتا ہے - میں وہ بات پھر دہرانا چاہتا ہوں اگر وہ جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں- پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے اخبارات کے اوپر جو الزامات لگائے گئے تھے ، "ابھی تمہاری نہیں ہماری عیاشی ہوگی"- جنگ کے ایڈیٹر کے بارے میں بیان پڑھا - اس پر جمعے کے دن اپوزیشن کو ہاؤس میں بات کرنے کی

اجازت نہیں ملی تو اس پر اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا۔ واک آؤٹ کرنے کے بعد میں آیا اور میں نے اٹھ کر کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ۔ جس پر اجلاس ایڈجرن ہو گیا۔ شام کو پی ٹی وی کے خبرنامے میں اس خبر کا تو کوئی ذکر ہی نہیں ہوا' آیا ادھر اپوزیشن تھی یا نہیں تھی یا اپوزیشن نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا یا نہیں کیا' بس ایڈجرن ہوا ، تو میرے خیال میں یہ صرف اپوزیشن کے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے ۔پورے ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے ۔یا تو پی ٹی وی خبر نہ دے' اگر خبر دے تو پوری خبر دے۔ اس سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہیئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بالکل صحیح ہے ۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے کہ اس طرح کی یقین دہانیاں ہاؤس میں کرائی جاتی ہیں اور بعد میں ان پر عمل نہیں ہوتا جس سے ایوان کا ماحول بھی کشیدہ ہوتا ہے اور ممبران کے بجا طور پر جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اگر پرویز رشید صاحب اس مسئلے کے اوپر کوئی رائے دینا چاہتے ہیں، جمعے کو اس ایوان میں جو گفتگو ہوئی تھی جو بحث ہوئی تھی۔ پہلے بھی یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ٹی وی پر حزب اختلاف کا نقطہ نظر بھی اور حزب اختلاف نے جو واک آؤٹ کیا ہو گا اس کے بارے میں بھی خبر آئے گی اور حزب اختلاف نے جن جذبات کا اظہار کیا تھا۔ اس کو بھی proper coverage ملے گی ۔ ایسا کیوں نہیں ہوا۔ پرویز رشید صاحب ' اگر آپ جواب دینا چاہیں تو، کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ جواب دیں۔

جناب پرویز رشید۔ چونکہ میں موجود نہیں تھا ۔ اس لئے میں ساری گفتگو نہیں سمجھ سکا ۔ کس حوالے سے ہوئی ہے اگر آپ تھوڑا سا مجھے بریف کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اتفاق کی بات ہے کہ جمعے کے دن میں بھی نہیں تھا لیکن جو زاہد صاحب نے ابھی بیان فرمایا ہے "یہ ہے کہ جمعے کے دن ایوان میں وزیر اعظم کے صحافیوں کے بارے میں کلمات کے خلاف احتجاج ہوا تھا۔ اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا تھا اور یہاں یہ توقع تھی کہ ٹی وی کے اوپر ایوان کی کارروائی کے بارے میں جب خبر نشر ہوگی تو اس میں اس احتجاج کا حوالہ بھی ضرور دیں گے۔ لیکن ان کی شکایت یہ ہے کہ ٹی وی کے خبر نامے میں واک آؤٹ کی یا کسی قسم کے احتجاج کی بات ہی نہیں کی گئی اور کورم کی بھی بات نہیں کی گئی۔

سید عاقل شاہ۔ آپ نہیں تھے ۔ مگر میں یہاں موجود تھا ۔ ہم سے پہلے فاٹا والوں نے واک آؤٹ کیا تھا۔ ٹی وی پر بتایا کہ فاٹا کے ممبرز تھوڑی دیر بعد واپس آ گئے۔ باقی جو واک آؤٹ تھا اس کے

متعلق نہیں بتایا گیا۔ کس وجہ سے ہوا۔ کیوں کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ قاضی صاحب اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

قاضی محمد انور۔ میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ عوام کا حق ہے کہ انہیں یہ پتہ ہو کہ اس ایوان میں کیا کارروائی ہوئی ' ایوان کی ایڈجرنمنٹ کن حالات میں ہوئی۔ یہ عوام کا ایک بنیادی حق ہے۔ اس لئے اس دن جو واقعہ ہوا ہے۔ اس واقعے میں پرائم منسٹر کا جو threat to the press تھا وہ condmn ہوا ' میر شکیل الرحمن کی پریس کانفرنس کا حوالہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے دیا اور جب عبدالحئی بلوچ صاحب کو موقف بیان کرنے کی اجازت نہیں ملی اور جب پرویز رشید صاحب بضد تھے کہ وہ اپنا فرمان جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان کو سنا جائے۔ تو اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا اور جب اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا۔ تو پھر اپوزیشن کے ایک ممبر جناب زاہد خان نے واپس آ کر یہ کہا کہ the House is not in quorum, count کیا گیا' یہ اخباروں میں آیا ہے۔ میں بھی نہیں تھا۔ اخبار میں آیا ہے۔ اخباروں نے صحیح سچ کو سچ لکھا ہے۔ اخبار میں یہ آیا کہ ہاؤس میں کورم نہیں تھا اس لئے House adjourn ہوا۔ تو دو باتیں جن کا جاننا عوام کا حق تھا ایک یہ کہ یہ اجلاس حکومت کا بلایا ہوا ہے۔ اس سے ان کی جو ایک نشاندہی ہوتی تھی کہ اس اجلاس کو اپوزیشن پر ڈالا گیا ہے۔ یہ سینٹ کا جو اجلاس چل رہا ہے۔ یہ آج بھی آپ دیکھ سکتے ہیں یہ اجلاس حکومت کا بلایا ہوا ہے۔ لیکن اجلاس کو اپوزیشن چلا رہی ہے سینٹ کے اجلاس کو۔ اپوزیشن جس وقت واک آؤٹ کرے اجلاس نہیں چل سکتا ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ اس چیز کو وہ نہیں چاہتے تھے کہ عوام کو پتہ چلے۔ یہ suppression of fact تھا۔ ایک بنیادی fact کو suppress کیا گیا۔ اور دوسری بات جو انہوں نے suppress کی ہے وہ یہ ہے کہ جناب اپوزیشن کے ممبر کو بولنے کا حق نہیں دیا جا رہا تھا اور اس وجہ سے اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پرویز رشید صاحب۔

جناب پرویز رشید ۔ جناب والا ! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ کی وجہ سے مجھے ایک صورتحال کو اس کے اصل پس منظر میں پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اور اس کے لئے میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے سچ کو اور ان کی غلط بیانی کو ریکارڈ سے ثابت کرسکوں۔ صورتحال اس دن جناب والا ! یہ تھی کہ قائد حزب اختلاف اپوزیشن کے بنچوں سے پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ بات کر رہے تھے جس میں انہوں نے اخبارات کا بھی ذکر کیا۔ کچھ میرے

بارے میں بھی فرمایا، کچھ ٹیلیویژن کے بارے میں بھی فرمایا۔ جب ان کی گفتگو ختم ہوئی۔ تو جناب والا! میں وہ ریکارڈ جو سینٹ سکیریٹریٹ کا ہے وہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جو خبر ہے سینٹ کی کارروائی کے متعلق۔

جناب پرویز رشید ۔ جی جناب یہ آفیشل ریکارڈ ہے جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔جی فرمائیے۔

جناب پرویز رشید ۔ یہ جب اعتراز صاحب اپنی تقریر ختم کر چکے تو میاں رضا ربانی صاحب نے کہا۔ "جناب والا! میں آپ سے یہی عرض کر رہا تھا کہ کل میری ملاقات وزیر پارلیمانی امور سے اجلاس کے دوران ہوئی اور میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ آج یہ debate مکمل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ابھی بہت سے سینیٹرز باقی ہیں جن کی ابھی تقاریر ہونی ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے"۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔یہ تو سینٹ کی کارروائی پڑھ رہے ہیں۔

جناب پرویز رشید ۔ جی ہاں یہ سینٹ کی کارروائی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔اچھا۔

جناب پرویز رشید ۔ اس پر تمام سینیٹرز بولنا چاہتے ہیں اور اس مسئلے پر کسی کو بولنے سے روکا نہیں جا سکتا۔ دوسری بات ان سے میں نے یہ عرض کی تھی کہ جہاں تک ایگریمنٹ کا تعلق ہے تو ایک دن تو پورے کا پورا آنریبل فارن منسٹر کے اوپر پریویلج موشن کی نظر ہو گیا تھا۔ تو اس دن ایک آدھی کے علاوہ کوئی اور تقریر ہو نہیں سکی تھی۔ If he agrees that we will carry over till the tuesday and on tuesday we will see that what the situation is.Sir I have a point of order on this issue میں اسی مسئلے کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں"۔ یہ رضا ربانی صاحب فرما رہے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ان کی شکایت تو ٹی وی سے متعلق ہے۔

جناب پرویز رشید ۔ جی جناب میں اسی کے اوپر آ رہا ہوں۔ آگے کارروائی ہے جناب پریذائیڈنگ آفیسر بول رہے ہیں۔" اگر اسی کے متعلق ہے۔ اگر " جنگ " سے متعلق ہے تو اعتراز صاحب نے فرما دیا ہے۔ اگر " جنگ " سے متعلق ہے تو اجمل خٹک صاحب نے فرما دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کافی ہے۔ جی پرویز رشید صاحب ۔ Please take your seat. I have given the floor to Mr.

Pervaiz Rashid" - اب یہاں سے گفتگو چل رہی ہے - "Please take your seats". جی جناب
پرویز رشید"۔ مجھے بولنے کے لئے فلور دیا جا رہا تھا چیئرمین کی جانب سے ، جناب والا! آپ کی جانب سے فلور مجھے دیا جا رہا تھا اور اس میں مداخلت ہو رہی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ٹھیک، ٹھیک۔

جناب پرویز رشید ۔ ٹھیک ہے جی۔

(مداخلت)

(اس موقع پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یہ ان لوگوں نے نہیں بتایا کہ کس ایشو پر یہ واک آؤٹ کر گئے۔ شاید اس ریکارڈ کے متعلق۔

جناب پرویز رشید ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا اور قائد حزب اختلاف کا بھی شکرگزار ہوں۔ یہ میں کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے قواعد و ضوابط کی زنجیریں جکڑ کر بھی مجھے اپنی بات کہنے کے لئے آپ سے سفارش کرا دی۔ سچی بات سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔ یہ میں نے ان کے باہر جانے پر ریمارکس دیئے

Mr. Presiding Officer: O.K now point of order.

اب زاہد خان تشریف لائے ہیں اور وہ فرمائیں گے۔

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب چیئرمین ! Point of Order جناب والا! اس وقت ہاؤس مین کورم نہیں ہے۔

جناب پرویز رشید ۔ جناب والا! اس وقت ہاؤس میں کورم نہیں ہے انہوں نے کورم کی نشاندہی کی اور چلے گئے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا اس ریکارڈ کے مطابق کہ یہ کیوں واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ جو بات میری سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ یہ میری بات سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے تھے۔

Mr. Presiding officer : You have made your point.

جناب پرویز رشید ۔ میری شکایت یہ ہے کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا تھا کہ جن لوگوں نے میری بات نہیں سنی اس کی خبر بھی ٹیلی ویژن سے نشر کرتا ۔ جناب والا! میں نے تو یہ کیا ہے۔ اگر یہ

میرا قصور ہے تو اس کی جو سزا آپ تجویز کریں گے میں اس کے لئے حاضر ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - نہیں، پرویز رشید صاحب They have made a point ' یہ ان کی پی ٹی وی سے شکایت ہے۔ اب وہ کچھ عوام کے منتخب نمائندوں کے بارے میں کارروائی خود کتنے اچھے طریقے سے نشر کرتے ہیں۔ اس سے ان کا اعتماد بحال ہو گا اگر وہ نہیں کرتے ہیں تو naturally لوگوں کو مایوسی ہو گی لیکن اس میں انہوں نے کوئی یقین دہانی نہیں کرائی تھی۔

جناب پرویز رشید - جناب والا! ابھی جو اس دن کی میری گفتگو رہ گئی جسے سننے سے انکار کیا گیا، وہ میرا حق ہے وہ مجھے جواب دینے کا موقعہ دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - آپ کو پورا موقعہ ملے گا لیکن اس point of order کا اس point of order سے کیا تعلق ہے۔

جناب پرویز رشید - اس point of order پر میں نے آپ کے سامنے ریکارڈ پیش کر دیا ہے کہ دوستوں نے یہ نہیں بتایا، اور میں تو یہی سمجھتا رہا کہ یہ میری بات نہیں سننا چاہتے اور اب اس بات کو میں ٹیلی ویژن سے نشر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ ان میں حوصلہ نہیں ہے میری بات سننے کا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - زاہد صاحب، اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ ابھی امیر خان صاحب بات کرنا چاہتے ہیں بہت بے چینی سے، جی مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ زاہد صاحب، جی مختصراً۔

جناب محمد زاہد خان - آپ کے سامنے، آپ جو اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اس ہاؤس کا استحقاق ایک دفعہ پھر مجروح ہو گیا کہ وہ کہتے ہیں جی کہ مجھے speech کا موقعہ نہیں ملا اس لئے میں نے ٹی وی پر دکھانا نہیں ہے، کیا یہ حکومت ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - آپ نے جو point دیے انہوں نے نوٹ کر لیے ہیں، جی راشدی صاحب۔ ایک سیکنڈ جی مولوی صاحب، راشدی صاحب کا کوئی بڑا مختصر پوائنٹ ہے اسی سے متعلق۔

جناب محمد زاہد خان - جناب والا! میری بات سنیں، جناب، آپ ذرا میری بات سنیں۔ اس کا جواب مجھے صحیح معنوں میں دیں، کیا یہ میں سوال کر سکتا ہوں کہ یہ پی ٹی وی اس کا ذاتی ٹی وی ہے یا قوم کا ہے اور اگر قوم کا ہے تو اس سے بڑی حق تلفی اور کیا ہو گی کہ اگر مجھے نہیں سنا گیا تو میں

یہ کرتا ہوں' یہ کیا بات ہوئی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ زاہد صاحب' یہی تو المیہ ہے کہ قومی ادارے کو بھی اپنے ۔ ----- یعنی یہ point بالکل valid ہے آپ کا زاہد صاحب۔

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب والا! میں تو request کرتا ہوں لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہ وہ واک آؤٹ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ زاہد صاحب' آپ نے جو فرمایا وہ بالکل برحق ہے کہ قومی ادارے سے قومی امنگوں کا فروغ نہیں ہوتا اور ذاتی پسند اور ناپسند کے طور پر اس پر فیصلے ہوتے ہیں اور یہ قومی المیہ ہے'اب میں پرویز رشید صاحب سے اس قسم کی توقع نہیں کرتا'جی راشدی صاحب' ایک منٹ جی۔

(مداخلت)

حاجی عبدالرحمٰن ۔ سب سے اہم بات یہ ہے اور آپ اپنے آدمیوں کو موقع دے رہے ہیں' آپ بھی یہی روایت قائم کر رہے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ حاجی صاحب' آپ کا اعتراض صحیح ہے اور مولوی صاحب' آپ کا اعتراض میں تسلیم کرتا ہوں اور امیر خان صاحب ۔

سردار سخی جان ۔ جناب میں کھڑا رہوں یا بیٹھ جاؤں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی آپ بیٹھ جائیں 'آپ بیٹھے ہی رہیں۔

مولوی سید امیر خان۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔جناب چیئرمین صاحب' قائد ایوان و معزز اراکین! میں آپ سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب نے متفقہ طور پر میرے اغوا کے خلاف آواز اٹھائی اور میری جلد از جلد بازیابی کے لئے حکومت پر دباؤ کو برقرار رکھا جس کی وجہ سے میری فوری طور پر بازیابی عمل میں آئی ۔ میں ڈاکٹر اسماعیل بلیدی ' جناب رضا ربانی ' معزز اراکین سینٹ اور دیگر اراکین حکومت اور اپوزیشن کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے انتہائی سرعت کے ساتھ ' تحریک استحقاق پیش کر کے ایوان کا بھرم رکھا۔ میں وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کا بھی مشکور وممنون ہوں کہ جنہوں نے میرے بارے میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے متعلقہ حکام کو موثر اقدامات کرنے کے احکامات صادر کئے ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں

معزز ایوان کے علم کے لئے اپنے اغوا کے اس واقعہ کا مختصر سا خاکہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ وہ یہ کہ ہمارے شمالی وزیرستان کے ایک باشندے کا ایبٹ آباد میں رہنے والے ایک بااثر افغانی مہاجر کے ساتھ لین دین کا مسئلہ تھا ۔ یہ افغانی مدعی کو اپنی رقم ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا ۔ آخر مدعی نے اس افغانی کا ۱۱ سالہ بچہ اغوا کر کے وزیرستان پہنچا دیا، جس پر صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ اور دوسرے اعلیٰ حکام نے شمالی وزیرستان کے پولیٹیکل انتظامیہ پر بچے کے فوری برآمدگی کے لئے دباؤ ڈالا۔

پولیٹیکل حکام نے مدعی سے بات چیت کرنے کے لئے علاقے کے بااثر افراد پر مشتمل ایک جرگہ تشکیل دیا اور بحیثیت سینیٹر انتظامیہ نے اس جرگہ میں شامل ہونے کے لئے مجھ سے بھی رابطہ کیا اور مجھے اعتماد میں لیتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات مدعی کے ساتھ جو بھی فیصلہ اور عہد کریں گے انتظامیہ اس پر عمل درآمد کرنے کی پوری طرح پابند ہو گی ۔ میں انتظامیہ کی طرف سے اس یقین دہانی کو قبول کرتے ہوئے اور ایک معصوم بچے کی جان بچانے کی خاطر مجوزہ جرگہ میں شامل ہو گیا ۔ مدعی کے پاس جا کر ہم جرگہ والوں نے اس کو یہ ضمانت فراہم کی کہ قانون کے مطابق اس کی جتنی رقم ثابت ہو گی اس کی ادائیگی کے ہم جرگہ والے ذمہ دار ہوں گے ۔ مدعی نے اس پر رضا مند ہو کر بچے کو ہمارے حوالے کیا۔ جس کو ہم نے بحفاظت پولیٹیکل انتظامیہ کے حوالے کر دیا ۔ بچے کی بازیابی کے بعد انتظامیہ نے رقم کے معاملہ کو پس پشت ڈال دیا اور ہم جرگہ والوں کی بار بار یاددہانی اور اصرار کے باوجود مدعا علیہ کو فیصلے کے لئے حاضر کرنے سے گریز کیا اور الٹا میرے خلاف سازش میں مصروف ہو گئے ۔ یہاں تک کہ بات میرے اغوا تک پہنچی اور پورے ایوان کے وقار کو مجروح کرنے کا باعث بنی ۔ جناب چیئرمین صاحب! شمالی وزیرستان کی انتظامیہ شروع دن سے ہی ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اور ہم دو علماء کا بحیثیت ایم این اے اور سینیٹر منتخب ہونا انتظامیہ کے اعلیٰ حکام کی آنکھوں میں چبھ رہا ہے اور وہاں کے شر پسند عناصر کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف سازشوں کا جال بچھانے میں لگے ہوئے ہیں، جس کی ہم نے کئی بار گورنر سرحد اور دوسرے اعلیٰ حکام کو اطلاع دی ہے ۔

بہرکیف مذکورہ واقعہ میں پولیٹیکل حکام میں سے خصوصاً پولیٹیکل ایجنٹ خالد پرویز اور اے پی اے لائق حسین نے برملا اور بڑھ چڑھ کر ایک افسوس ناک اور شرمناک کردار ادا کیا ہے اور پولیٹیکل ایجنٹ نے سینٹ کو غلط اطلاع دی کہ سینیٹر کا ذاتی معاملہ ہے، اگرچہ میں ایک معصوم بچے کی جان بچانے اور اصلاح بین المسلمین کی خاطر اپنی عزت قربان کرنے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں تاہم ان حکام نے جس مکروہ جرم کا ارتکاب کیا ہے، اسے کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لہذا میں اس معزز

ایوان کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مذکورہ بالا حکام کے خلاف مناسب قانونی چارہ جوئی کرے اور انہیں اس مکروہ اور ناپسندیدہ حرکت پر سخت سے سخت سزا دے تاکہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ شکریہ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی راجہ صاحب! آپ کچھ ان کی شکایت کے بارے میں کہنا چاہیں گے۔ اچھا رفیق شیخ صاحب۔

شیخ رفیق احمد ۔ جناب والا! I hope in future there will be no such incident . بحیثیت ممبر ان کے یہاں آنے پر کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولوی سید امیر خان صاحب بحفاظت واپس آئے ہیں اور بچہ بھی بازیاب ہو گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ان کی شکائتیں ہیں ، جو حکام اس بڑے واقعے کو غیر سنجیدگی سے لے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے تو راجہ صاحب ! آپ سے پہلے حاجی عبدالرحمٰن صاحب اس سلسلے میں کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں ، پھر آپ مکمل بیان دیجیئے گا۔

حاجی عبدالرحمٰن ۔ جناب چیئرمین صاحب، ہم مولانا سید امیر صاحب کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ کا فضل و کرم ہے اور یہ ان کی شرافت ، تقویٰ اور بزرگی کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ انہوں نے کئی چیزیں نہیں بتائیں ۔ انہیں خود قتل ہونے سے یا دوسروں کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہے۔ اُس وقت انہوں نے بہت ہی صبر وتحمل اورمشکل سے اپنے بھائیوں اور اپنے گارڈز کو قابو کیا ورنہ وہ بھی ان لوگوں کو وہیں قتل کر دیتے۔ انہوں نے اپنی قربانی دی ، اپنی عزت کی پرواہ نہیں کی اور ان کے ساتھ گئے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انتظامیہ نے سینٹ کو غلط اطلاع فراہم کی۔ ایک تو ان کے اغواء کا جو مسئلہ تھا وہ ان کی وجہ سے پیش آیا، انہوں نے ہی ان کو جرگہ میں بھیجا ، انہی کے وعدے کے مطابق انہوں نے وہاں جا کر جرگہ بنایا اور وہاں ان لوگوں کے ساتھ ایسی commitment بھی نہیں کی کہ بچے کے بدلے میں جو کچھ انہوں نے کہا وہ ان سے لے کر دیا جائے گا ۔ انہوں نے وہاں پر اتنا اچھا کردار ادا کیا کہ بچے کو انِ شرائط پر لائے کہ اگر آپ کا حق بنتا ہے اور جرگہ اس بارے میں فیصلہ کرتا ہے تو جو بھی حق بنتا ہے وہ ہم وہاں سے آپ کو دلائیں گے۔ یہ پولیٹیکل ایجنٹ اور اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ نے ان کو یاد دہانی کرائی تھی اور یہ ضمانت دی تھی کہ آپ جا کر ہماری

طرف سے یہ commitment دے سکتے ہیں۔ اب انہوں نے آٹھ مہینے سے اس معاملے کو التواء میں رکھا اور ان کے بار بار کہنے کے باوجود انہوں نے کوئی action نہیں لیا اور ان کی بے عزتی کروائی۔ ایک سینیٹر کی بے عزتی کروائی اور تمام سینیٹرز کا استحقاق مجروح ہوا۔

دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قبائلی علاقے میں روڈ یا سرکاری جگہوں کے علاوہ اگر ہمارے ساتھ کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو وہ ہماری اپنی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن سڑک پر یا سرکاری جگہ پر اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے تو وہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ حکومت وہاں صرف روڈ اور سرکاری جگہوں پر ہے، اس کی وہاں ہر قسم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ایک تو سرکاری روڈ کی بیحرمتی ہوئی اس کے بارے میں انہوں نے کیا کیا۔ نمبر دو اس وقت تک انہوں نے کوئی action نہیں لیا جب تک کہ یہاں سینٹ میں motion move نہیں ہوا، جب تک کہ یہاں سے وزیر داخلہ صاحب نے ان کو ٹیلیفون وغیرہ نہیں کئے۔ انہوں نے اس میں بھی بہت کوتاہی کی اور اب بھی جرگہ کی وجہ سے ان کی رہائی ہوئی۔ پولیٹیکل انتظامیہ نے اتنا بھی نہیں کیا کہ وہاں جا کر کوئی action لیتے یا ان کے گھروں کو مسمار کرتے یا کچھ اور کرتے۔ ان کی وجہ سے یہ رہا نہیں ہوئے، یہ جرگہ کی وجہ سے وہاں سے رہا ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے، سینٹ کو غلط اطلاع فراہم کی ہے، یہ وہاں law and order کو control نہیں کر سکتے، ان کی بےعزتی کروائی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک دو دن میں ان کے خلاف ضرور action لیں، اگر نہیں لیں گے تو پھر ہم قبائل، فاٹا والے ان کے خلاف جو بھی کریں گے تو اس میں ہم آزاد ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب ! آپ نے اس سلسلے میں کوئی باضابطہ قرارداد یا motion move کی ہے؟

حاجی عبدالرحمٰن۔ نہیں جی، ابھی کر دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میرا خیال ہے کہ ابھی اگر لے آئیں تو پھر ہم راجہ صاحب سے مشورہ کر کے اس کو take up کرلیں گے۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ جی انشاء اللہ وہ بھی ہم کرلیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی عابدحسین الحسینی صاحب، آپ بھی اسی مسئلہ پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور ہے؟

سید عابد حسین الحسینی۔ جی اسی مسئلہ پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ٹھیک ہے پھر بات کریں۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہ مسئلہ جیسا کہ اس کی وضاحت کی گئی ، جیسا کہ خود انہوں نے وضاحت کی ہے اور ہمارے حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے بھی وضاحت کی ، میں صرف اس سلسلہ میں ایک جملے کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ انتظامیہ کا فرض بھی تھا ، چاہے وہ اس مسئلے میں ان کو لاتے یا نہ لاتے ، اگر نہ لاتے پھر بھی ان کا سینیٹر صاحب کی بازیابی ان کا فرض تھا ۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ عزت کی بحالی کا ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ بازیابی کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں اور سینیٹر صاحب خدا کے فضل و کرم سے تشریف بھی لائے ہیں ۔ لیکن ان کی جو عزت کا مسئلہ ہے اس کو کس طرح بحال کیا جائے۔ ہم اگر یہاں پر وزراء حضرات سے پوچھ لیں کہ عزت کو بحال کیا جا سکتا ہے یا عزت کو بحال کرنے کی آپ کے پاس کیا تجویز ہے یا آپ کیا اقدام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک ضروری چیز ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ باضابطہ motion پیش کریں تو اس پر واقعی موثر کارروائی کی جا سکتی ہے۔ جی حاجی گل آفریدی صاحب آپ بھی اسی مسئلہ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی گل آفریدی۔ جی جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ٹھیک ہے پہلے یہ مسئلہ ختم ہو جائے۔ جی گل آفریدی صاحب۔

حاجی گل خان آفریدی: جناب چیئرمین صاحب ، شکریہ۔ اس موقع پر اس سے پہلے میں نے جو کچھ سنا ہے ، سید امیر صاحب آئے ہیں ، انہوں نے جو کچھ بیان دیا ہے ، مجھے پتہ تو نہیں ہے لیکن باہر سے جو معلومات ہمیں حاصل ہیں یہ اغواء کے کیس پاکستان میں کافی عرصہ سے ہو رہے ہیں ۔ کئی لوگ کہتے تھے کہ قبائل اغواء نہیں ہوتے ہیں۔ آج آپ نے دیکھ لیا ہے کہ قبائل کو قبائیلیوں نے اغواء کیا تھا۔ بات اس اغواء کی ہے کہ ہمارے سینٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے وہ اس طرح کہ یہ ایوان کا نمائندہ ہے۔ یہ صرف قبائلی نمائندہ نہیں ہے۔ یہ ایوان کی عزت ہے ۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ گورنمنٹ یا ہمارے گورنر صاحب یا پولیٹیکل ایجنٹ وہاں کے لوگوں کو کتنی سزا دیتے ہیں تاکہ پاکستان کے عوام کو پتہ لگ جائے کہ ایک سینیٹر کے اغواء ہونے پر وہاں کے دہشت گردوں کو اتنی سزا مل گئی ہے۔ میری بات یہ ہے کہ حکومت کو

چاہیئے کہ فوری طور پر قبائلی قانون کے مطابق اور حکومتی قانون کے مطابق ایسی سزا دے کہ آئندہ کے لئے ہم سب محفوظ ہو جائیں۔ اس ایوان میں اور اس ایوان سے باہر اللہ کے فضل و کرم سے ہمیشہ فخر سے گھوم سکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گل آفریدی صاحب، سزا تو تب ملے گی جب آپ باضابطہ یہاں پر کوئی موشن مووکریں۔ اس کو جب ایوان approve کرے گا، اس میں یہ تجویز ہوگی کہ حکومت ان کے خلاف ایکشن لے تب ہوگا۔ تو باضابطہ آپ ایک موشن مووکردیں۔

حاجی گل خان آفریدی: جناب چیئرمین! وہ بھی ہم کرلیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پورے ایوان کی حمایت آپ کے ساتھ ہے۔ جی حافظ صاحب۔

حافظ فضل محمد: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آپ بھی امتحان میں پھنس گئے ہیں۔ اس مقام کے کچھ اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ بہرحال میں مولانا صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ ایک لحاظ سے تو اچھا ہوا کہ کسی قسم کے نقصان سے ہم بچ گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ پورے ایوان کا اور ہمارے مولانا صاحب کا یقیناً استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ پورا ایوان اس پر متفق ہے کہ مولانا صاحب بہت ہی شریف آدمی ہیں۔ حد سے زیادہ شریف آدمی ہیں۔ وہ اس قسم کے بندے ہیں کہ اگر وہ یہاں نہیں ہوتے تو میں ان کے بارے میں کچھ اور بھی کہہ دیتا کہ شاید کسی چیونٹی کو بھی انہوں نے نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ کسی ایک حیوان کو بھی شاید ان سے تکلیف نہ پہنچی ہوگی۔ اس قسم کے شریف آدمی ہیں۔ عالم دین بھی ہیں۔ ہمارے اس معزز ایوان کے رکن بھی ہیں۔ جناب عالی! آپ بہتر جانتے ہیں کہ جو پولیٹیکل ایجنٹ ہوتے ہیں، یہ حکومت کے بھی نہیں ہوتے ہیں۔ اس قسم کی نوکر شاہی نے حکومتوں کو تباہ کر دیا ہے۔ آپ بھی وزیر رہ چکے ہیں، آپ کو تجربہ ہے کہ جب بیوروکریٹ کسی غلط راستے پر چلتے ہیں تو پھر وہ حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں اور آخر میں تباہی کا سبب بن جاتے ہیں۔ حکومت کو ہمارا یہ دوستانہ اور ہمدردانہ مشورہ ہے کہ ان کے خلاف فوری کارروائی کرے تاکہ آئندہ کے لئے کوئی اس طرح بے شرمی کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ یہ حکومت کے لئے بھی تباہی اور بربادی کا سبب بن جائے گا۔ ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے تاکہ دوسروں کے لئے تھوڑا سا عبرت کا سامان میسر ہو جائے کہ اگر ہم نے اس طرح غلط کام کیا تو ہمارے لئے بھی یہی سزا ہوگی۔ جناب عالی! اس کے ساتھ ساتھ ہمارا جو

ٹی وی ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ دوسرا ایشو ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس مسئلے پر بات ہو جائے۔ راجہ صاحب سے statement لیں گے۔ اس دوران میں ان کی قرارداد آئے گی۔ جی راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی: میں سید امیر صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور پھر یہ چاہوں گا کہ راجہ صاحب جب بیان دیں تو یہ یقین دہانی کرائیں کہ مولانا صاحب کو پھر اغوا نہیں کیا جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! ہم اپنے ساتھی سینیٹر مولانا امیر خان صاحب کی یہاں موجودگی اور ان کی باعزت بازیابی پر انہیں خوش آمدید کہتے ہیں کہ وہ اس ایوان میں آئے ہیں اور حقیقت یہ ہے جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے ہم حکومت سے یہ بھی گزارش کریں گے، یہ بھی مطالبہ کریں گے کہ یہ جو امن وامان کی صورتحال دن بدن ابتر ہوتی جا رہی ہے، امن و امان کا نام و نشان تک نہیں ہے دیہاتوں سے لے کر شہروں تک، نہ سڑکیں محفوظ ہیں، نہ شہر محفوظ ہیں، نہ دیہات محفوظ ہیں اور حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو حکومت وقت کی یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے پر خصوصی توجہ دی جائے اور ملک اس وقت ڈکیتی، قتل و غارت اور اغواء برائے تاوان، کلاشنکوف کلچر، ہیروئن کلچر اور خصوصاً فرقہ واریت اور بے راہ روی کی جس صورتحال سے دوچار ہے، اور اس حوالے سے جو بے گناہ شہری لقمہ اجل بن رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے تا کہ ان واقعات کا سدباب ہو سکے کیونکہ امن و امان حکومت کی اولین ذمہ داری ہے، جس سے یہ لاپرواہ ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اجمل خان خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: جناب والا! مولانا امیر خان صاحب کے یہاں آنے پر آپ سب کو میں اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ویسے یہ مبارکباد ایک رسمی سا لفظ ہے، اصل میں ان کو جو تکلیف ہوئی، اور اس کے ساتھ ساتھ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا، اس پر افسوس کرنا ضروری ہے۔ میں تقریر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ خود مولانا نے بھی فرمایا، عبداللہ عبدالرحمٰن خان نے بھی کہا۔ اصل میں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک بہت بڑے عالم ہیں، ایک موثر اور بارسوخ شخصیت ہیں، آپ جیسے شخص کا اغواء میں سمجھتا ہوں کہ پولیٹیکل ایجنٹ اور اس پورے ڈیپارٹمنٹ کی ناکامی کی دلیل ہے۔

جیسے آپ نے بار بار کہا، میں کہتا ہوں کہ اس پر مکمل بحث ہو، کیونکہ یہ واقعہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ ہم سب کو اس پر اپنی رائے دینی چاہیئے تا کہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا تدارک ہو سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب حبیب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ : شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی جانب سے معزز رکن سینٹ مولوی سید امیر محمد خان صاحب کی بازیابی اور ان کی آج یہاں موجودگی پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ جو ہمارے سینٹ کے لئے باعث تشویش اور حکومت وقت کے لئے چیلنج اور باعث ندامت تھا اور اس کی تفصیل جس طرح بیان کی گئی ہے کہ گورنمنٹ کی کوششوں سے ان کی بازیابی ہوئی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولوی سید امیر محمد خان کی زبانی کہ اس میں جرگہ کی اپنی ذاتی کاوشوں کا بڑا عمل دخل تھا۔ میں اس بازیابی کے موقع پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بازیابی یوں ہی نہیں ہے بلکہ یہ indication ہے کہ اس قسم کے اغواء جیسے سینیٹر صاحب کا ہوا ہے، آئندہ نہیں ہوں گے اور اس کے تدارک کے لئے اگر کوئی plan نہیں بنایا جائے گا۔ جہاں امن قائم ہوتا ہے وہاں فورسز عوام کو تنگ کرتی ہیں اور جہاں امن قائم کرنے کے لئے فورسز کی ضرورت ہوتی ہے وہاں سے فورسز غائب ہوتی ہیں۔ جہاں قوانین بنانے کی ضرورت ہے وہاں تو قوانین ہیں ہی نہیں، جیسے کہ فاٹا میں۔ ان حوالوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی یہاں موجودگی سے یہ نہ سمجھا جائے کہ امن و امان کی صورتحال بہتر ہو گئی ہے بلکہ یہ سمجھا جائے، جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ امن و امان کی صورتحال انتہائی مخدوش ہے اور اس سلسلہ میں اقدامات کی انتہائی ضرورت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب مسعود کوثر صاحب۔

سید مسعود کوثر : جناب والا! شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیگر سینیٹر حضرات نے جس طرح سے ان کو خوش آمدید کہا، میں بھی اس میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ آج کی اس بحث میں، میں ایک نکتے کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کو یہ تاثر ملنا چاہیئے کہ وہ اس بات کو اس لحاظ سے نہ سمجھیں کہ جب کوئی عام آدمی اغواء ہوتا ہے تو اس پر احتجاج نہیں ہوتا لیکن اگر سینٹ کا ایک معزز رکن اغواء ہوتا ہے تو ہاؤس اس کو اپنا breach of privilege سمجھتا ہے۔

میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ سینٹ کے ممبر کی اغواء کی حیثیت اس لئے بڑھ جاتی ہے کہ وہ ان عوام کی نمائندگی کرتا ہے، جن کے حقوق کے لئے وہ یہاں پر

موجود ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ان کی ذاتی حیثیت سے زیادہ ' اس حیثیت سے ہیں کہ وہ عوام کے نمائندہ ہیں اور درحقیقت ہم عوام کے حقوق کی بالادستی کے لئے یہ ساری باتیں کر رہے ہیں' کسی ایک شخص کے لئے نہیں کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو بھی ریزلیوشن یا موشن پاس کی جائے ' اس میں اس بات کی وضاحت کی جائے کہ ہم ان تمام کارروائیوں کی مذمت کرتے ہیں جو کہ اس ملک کے معصوم لوگوں کو اغواء کئے جانے پر انتظامیہ کی نااہلی اور کمزوری کی نشاندہی کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : حکومت کے نقطہ نظر سے پہلے آپ تو کچھ نہیں فرمانا چاہتے۔ جی جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن : جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعتاً ایک تشویشناک مسئلہ ہے اور اس میں ' جیسا کہ ابھی حبیب جالب صاحب فرما رہے تھے کہ صرف بازیابی ہی معاملہ نہیں بلکہ اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ درحقیقت یہ اغواء ہوا ہی کیوں اور کیسے ہوا؟ اس معاملے سے نظر ہٹنی نہیں چاہیئے۔ مسعود کوثر صاحب نے بھی بجا فرمایا کہ یہ صرف اس لئے نہیں کہ آپ سینیٹر ہیں' آپ عالم دین ہیں' آپ سینٹ میں نہ بھی ہوتے تو بھی آپ کا اپنا ایک مقام ہے اس معاشرے میں' اس علاقے میں اور اس علاقے کے حوالے سے سارے ملک میں۔ آپ کے پاس جو علم کی دولت ہے' جس کی وجہ سے لوگ آپ کا احترام کرتے ہیں تو محض صرف اس لئے ہمیں تشویش نہیں کہ ایک سینیٹر کے طور پر ان کا اغواء ہوا' یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ ہمارے پاس واپس آ گئے ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے لیکن کسی بھی علاقے میں' کہیں بھی' کسی بھی شہری کا اغواء بہت ہی سنگین معاملہ ہے ۔ اس معاملے میں ' میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کی تشویش راجہ صاحب تک پہنچنی چاہیئے اور میں امید کرتا ہوں کہ راجہ صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

جہاں تک مولانا کے بارے میں privilege motion کا تعلق ہے وہ آپ کے سامنے ہے' سیکرٹری صاحب کے سامنے رکھ دی گئی ہے۔ اگر اس کو آپ privileges committee کو refer کر دیں تو وہ تفتیش کرتے رہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں' وہ آپ آپس میں طے کرلیں۔ اس طرح نہیں۔ راجہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر طے کرلیں۔ جی راجہ صاحب کی بات سن لیں' پھر بعد میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین! فاضل سینیٹر کے اغواء پر جس طریقے سے دونوں اطراف

سے ارکان کو رنج اور دکھ کا اظہار ہوا' اتنا ہی دکھ مجھے بھی ہے کیونکہ ذاتی طور پر فاضل سینیٹر کو بھی معلوم ہے کہ میرے دل میں ان کے لئے کتنا احترام ہے ۔ ان کا یہ اغواء ان کے ساتھ کسی لین دین کے مسئلے کے اوپر نہیں تھا بلکہ ایک بچے کے اغواء کے بعد اس کی بازیابی کے لئے انہوں نے ایک جرات مندانہ قدم اٹھایا 'انسانی ہمدردی میں تا کہ اس کے اہل خاندان اور خود اس بچے کو اذیت سے بچایا جاسکے اور اس کے بعد جو انہوں نے وزیر داخلہ اور باقی لوگوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے بڑی کوشش سے اور محنت سے' کسی طریقے سے ان کی بازیابی کی تگ و دو کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پاکستان کا فرض تھا لیکن اپنے بیان میں خود آج جو کچھ اس political agency کے حکام کے بارے میں کہا ہے مجھے ذرا برابر بھی اس میں شک نہیں ہے ۔ جو کچھ انہوں نے کہا اس کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ لہذا' جس دن انہوں نے واک آؤٹ کیا تھا میں نے خود جا کر ان سے یہ گزارش کی تھی کہ وہ جو پہلا privilege motion ان کے اغواء کے اوپر آیا تھا وہ ہم اسی دن شروع کریں گے جس دن وہ یہاں تشریف لائیں گے۔ آج وہ تشریف لا چکے ہیں ان کی جانب سے privilege motion بھی آیا ہے اور میں بھی آپ سے استدعا کروں گا کہ اسے کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ بہت اچھے۔ یہ لیجیئے ' پہلے اس کو باقاعدہ move تو کریں ' move نہیں کیا گیا اور پہلے suspension of the rules کا motion ۔ It is not on the order of the day

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ٹھیک ہے رضا صاحب وہ move کر رہے ہیں۔ ہاں جی the privilege motion may be moved۔ نہیں پراچہ صاحب ' میں آپ کو موقع ضرور دوں گا لیکن ایک نکتے پر بحث مکمل ہو جائے اور اس کے بعد آپ کی بات۔

PRIVILEGE MOTION:

Re: THE ABDUCTION OF SENATOR SYED AMIR KHAN

جناب احسان الحق پراچہ۔ میں اسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اسی نکتے پر آپ آتے ہیں۔۔ جی مولوی سید امیر خان صاحب۔

مولوی سید امیر خان۔ جناب چیئرمین ! تحریک استحقاق میرے اغواء کے بارے میں۔۔۔۔

political انتظامیہ نے سینٹ کو غلط اطلاعات مہیا کر کے اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میرا اغواء بھی اس ایوان کے خلاف اقدام تھا۔ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مولوی سید امیر خان صاحب نے privilege motion move کیا ہے ۔ Since it has not been opposed I hold it in order and refer it to the PrivilegesCommittee۔ جی راشدی صاحب۔ briefly ------

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب چیئرمین! میں پہلے تو آپ کو مبارک باد دوں گا کہ وہاں پہنچنے کے بعد آپ کا رویہ بڑا مدبرانہ معلوم ہوتا ہے جس کے لئے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ دوسرا یہ کہ آج ہماری صفوں میں جناب خدائے نور تشریف لائے ہیں میں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا اور ان کے یہاں آنے کے بعدمعلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلم یہاں جمع ہو گئے وہاں لیگ کا صرف چھلکا موجود ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی order of the day۔ جی حاجی صاحب آپ ------۔جی جی ضرور خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور ۔ میں جناب کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جو کچھ کلمات میرے لئے کہے لیکن میں یہ جناب والا! عرض کروں کہ میرا اپنا ایک اصول ہے، میری اپنی ایک جدوجہد ہے ۔ اس پاکستان کے بنانے میں بھی اور پاکستان کے بعد بھی جو جدو جہد کی ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ میں اس میں گزارش یہ کروں گا کہ وہاں بیٹھے ہوئے بھی میں نے حق بات کہی، اچھے کو اچھا کہا برے کو برا کہا۔ وہاں بیٹھا ہوا تھا اور آج میں یہاں پر بھی یہی کہوں گا کہ میں اختلاف برائے اختلاف کا حامی نہیں ہوں۔ اچھی بات اگر یہاں سے آتی ہے تو میں ان کو لبیک کہوں گا، وہاں سے آتی ہے تو ان کو بھی میں لبیک کہوں گا۔ یہ میرا اپنا اصول ہے، میری پارٹی کا اصول ہے تو میں انشاء اللہ یہ کوشش کروں گا کہ میں آپ کے ساتھ انشاء اللہ پورا تعاون کروں اور آپ کے ساتھ چل سکوں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for twenty minutes for Maghrab Prayer. Twenty Minute

(The House was then adjourned for twenty minutes for Maghrib prayers)

(بعد از وقفہ نماز مغرب زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین۔ جی جناب ! کیا ہو رہا تھا ۔ خالد انور صاحب یہاں موجود ہیں۔may be he

I can finalise that production motion ایک منٹ ۔ باری باری چلیں، پراچہ صاحب آپ پہلے کر لیں۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ میرا پوائنٹ یہ ہے کہ پرسوں روز نامہ "نیوز" میں شوگر مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن کی طرف سے اشتہار آیا تھا۔ ان کی اپنی ایسوسی ایشن ہے اور اس ایسوسی ایشن کی طرف سے اشتہار آیا تھا کہ حکومت کی چند پالیسیوں کی وجہ سے ہم اس دفعہ شوگر کین کی کریشنگ نہیں کر رہے ہیں ۔ اس اشتہار کی وجہ سے لامحالہ بہت زیادہ اضطراب پیدا ہو گیا ہے کیونکہ after cotton sugar industry is the biggest industry-- جس میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں پاکستانی شہری involve ہیں sugarcane growing میں ۔ پھر ملوں کے ملازمین جو ہیں اور plus پھر جو sugar product ہے ، اس کی sale میں ، purchase میں۔ تو اس سے خاص طور پر sugarcane growers میں بہت زیادہ اضطراب ہو گیا ہے ، تشویش ہو گئی ہے کہ اگر شوگر ملیں اس سال جو ستمبر کے آخر میں یا مڈل میں ،--- سندھ میں تو پہلے ہی شروع ہو جاتی ہیں اور پنجاب میں سندھ کے بعد شروع ہو جاتی ہیں ۔ اس سے تشویش پائی جاتی ہے کہ اگر شوگر ملیں اس دفعہ کریشنگ نہیں کریں گی تو جو ان کا شوگر کین کھڑا ہے اس کو آگ لگانی پڑے گی اور آگ لگانے کی وجہ سے کروڑوں روپیہ کا نقصان ہو گا۔ تو حکومت کی اس پالیسی کی وجہ سے انہوں نے اشتہار دیا ہے کہ ہم نہیں چلائیں گے ۔ اس لئے کہ شوگر ملوں نے ابھی تک پچھلے کریشنگ سیزن کے زمینداروں کے کروڑوں روپے دینے ہیں اور حکومت کے اہلکار sugarcane growers کو رقم دلوانے کے لئے ملوں کے مالکان کو پکڑ رہے ہیں یا ملیں بند کر رہے ہیں تو حکومت کی اس ناقص پالیسی کی وجہ سے sugarcane growers کو یہ دن دیکھنے نصیب ہو رہے ہیں ، جس کی وجہ سے بہت اضطراب ہے ، پریشانی ہے ۔ تو میں اس سلسلے میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ Food and Agriculture Ministry یا فنانس منسٹری والے کوئی اس پر بیان دیں یا پھر sugarcane industry پر کچھ گھنٹوں کے لئے بحث کر لیں کیونکہ جو حالات sugarcane growers کے ہوں گے ، جو employees کے ہوں گے ۔ یہ sugar industries والوں کے ہوں گے وہ زیر بحث آئیں گے ۔ اس میں almost لاکھوں تو یقیناً ہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں پاکستان کی آبادی involve ہے ۔ one way or

the other تو اس سلسلے میں میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ آج Food and Agriculture وزیر صاحب نہیں ہیں تو میرے خیال میں جناب غوث علی شاہ صاحب، یہ انہوں نے کچھ شوگر ملز کے بارے میں مشکلات کا ذکر کیا ہے تو اس کا تعلق عبدالستار لالیکا صاحب سے ہے۔ اگر مہربانی کر کے کل کے لئے ان کو پیغام پہنچا دیں کہ کل اگر وہ آجائیں تو وہ اس چیز کا جواب دے سکیں یہ شوگر ملز کی مشکلات ہیں، جس کا اگلے دن اخبار میں اشتہار بھی آیا ہے کہ ہم مجبور آملیں بند کر رہے ہیں۔

سید غوث علی شاہ۔ جناب والا! میں انشاء اللہ یہ پیغام پہنچا دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ جناب والا! اگر آج بلالیں تو بہت بہتر ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگر آج آجائیں تو بہت اچھا ہے لیکن اگر نہ آسکیں تو کل سہی۔ جناب رضا ربانی صاحب۔

DISCUSSION REGARDING THE QUESTION OF THE PRODUCTION ORDER

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کے آنے سے پہلے جب ہاؤس شروع ہوا تھا تو میں نے چیئرمین صاحب کی توجہ اس امر کی طرف دلوائی تھی کہ باوجود اس کے کہ 28 تاریخ کو سپریم کورٹ کے ایک بینچ نے سینیٹر آصف علی زرداری کے پروڈکشن آرڈرز جاری کئے تھے۔ اس کو قطع نظر رکھتے ہوئے حکومت نے حسب عادت superior judiciary کے آرڈرز کو flout کیا اور آج ان کو سپریم کورٹ کے آرڈرز کے باوجود ہاؤس میں نہیں لایا گیا۔ میں نے اس وقت یہ بھی عرض کی تھی اور بعد میں مجھے سینیٹ کے سٹاف نے کہا کہ جی نہیں ہمیں وہ خط نہیں ملا۔

جناب چیئرمین، نہیں خط مل گیا ہے۔

In fact, I discussed with Iqbal Haider just now, unfortunately, I think the Interior Minister is not here and the Interior Secretary is not here, but I am told that Raja Sahib is trying to get in touch with them. So, may be we will get some answer. I

have seen all that.

کہ بھئی کیا وجہ ہے۔ کیوں دیر ہوئی ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جو نکتہ اسی سے related ہے اور میں raise کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا سن کر بہت خوشی ضرور ہوئی ہے کہ دوسرے سینیٹر جو زیر حراست ہیں اسلام الدین شیخ صاحب ان کے production orders کا آپ نے غالباً حکم دے دیا ہے

جناب چیئرمین۔ جی وہ جب سپریم کورٹ کا آرڈر آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ جب سپریم کورٹ نے آرڈر کیا ہے ------

Mian Raza Rabbani: So, sir, I am sorry to say, but this then exhibits double standard. Sir, this exhibits that you have a personal prejudice with Peoples Party.

جناب چیئرمین: آپ جو مرضی آئے کہیں،

but it was brought to my notice by some people that the Supreme Court has passed an order.......

Mian Raza Rabbani: Sir, why did not you take notice of Asif Ali Zardari for so many days. For so many months Asif Ali Zardari was asking you, the Peoples Party was asking to issue a production order.

جناب یہ تو double standard ہے جو آپ ایک ہی ہاؤس میں رہتے ہوئے کر رہے ہیں۔ کیا پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹرز، سینیٹرز نہیں ہیں؟

Do they have any lesser privilege than any other Senator?

Mr. Chairman: There are no double standards. I have passed order only after I was informed that the Supreme Court has passed this order, I thought in the parity of reasoning, I should pass an order.

Mian Raza Rabbani: Sir, on a parity of reasoning, then why did

not you pass order for him this time? We ask you. I requested you that the Supreme Court has already passed orders for him, why don't you pass the orders in the meantime. But you said, "No. I can't do it". Then how you have done it so?

Mr. Chairman: Because the Supreme Court has done it. I have not done it.

Mian Raza Rabbani: Sir, Supreme Court has done it for Asif Zardari, it has not done it for Islamuddin Shaikh. How can you use your discretion for one and withhold your discretion for the other?

Mr. Chairman: No discretion. I have done it only because the Supreme Court order was conveyed to me......

میاں رضا ربانی۔ آپ کو یاد ہو گا میں نے آپ کو request کی تھی کہ-----

جناب چیئرمین۔ آصف زرداری کا کیس میں اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ختم کریں تا کہ میں فیصلہ کروں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب یہ بات نہیں ہے ۔ آپ کو یاد ہو گا جب ہاؤس پہلے دن شروع ہوا تھا تو میں نے آپ سے request کی تھی کہ آپ in the mean time ------

جناب چیئرمین۔ اور میں نے آپ سے request کی ہے کہ میں سن کر فیصلہ کر دوں گا۔

میاں رضا ربانی۔ جناب آپ نے فیصلہ تو کر لیا ہے ۔ آپ نے جب ایک سینیٹر کے لئے اپنی discretion استعمال کر لی ہے تو آپ نے تو فیصلہ کر لیا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں، نہیں please understand کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے ، کوئی فیصلہ نہیں کیا، بالکل کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ صرف سپریم کورٹ کے order کی روشنی میں، میں نے orders کئے۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب اس سے اسلام الدین شیخ کا کیا تعلق ہے ؟

Mr. Chairman: O.K. that finishes the point of order.

Mian Raza Rabbani: Sir, that finishes the point of order.

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani please sit down, I am sorry, when I say that the point of order is disposed of, I think minimum courtesy demands you to sit down.

کچھ آرڈر بھی ہونا چاہیئے، شرافت بھی ہونی چاہیئے۔ جی جناب راشدی صاحب۔ Please Raza Sahib, please sit down. I think, please sit down, I have said that the point of order stands disposed of. آپ مجھے accuse کر رہے ہیں sitting in the court اور کہہ رہے ہیں کہ میں نہ کروں۔ Raza sahib, please sit down, I request you, please sit down. I think the decorum of the House demands please sit down. جی جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب چیئرمین! میں بھی آپ سے کو کچھ گزارشات کرنا چاہتا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ آپ آصف علی زرداری صاحب کے سلسلے میں اس matter کو ہاؤس میں لائے۔ آپ کو convince کرنا کہ ان کا آنا یہاں necessary ہے یا نہیں ہے۔اس کے بعد پھر جناب سینیٹر آصف علی زرداری صاحب اس سے پہلے جو اجلاس میں آئے تھے، وہ سپریم کورٹ کے orders سے تشریف لائے۔اس کے بعد جب معاملہ اٹھا تو آپ نے خود فرمایا کہ اب آپ مجھے پھر prove کریں گے کہ ان کا آنا necessary ہے۔

Mr. Chairman: No, no, let me give you history.

پھر آپ جو مرضی ہو بات کریں۔ بات یہ ہوئی ہے کہ اس سارے مسئلے پر بحث ہوئی، میں نے جو آرڈر کیا، میں نے یہ آرڈر کیا کہ میرے نزدیک ایک شخص جس نے ابھی oath نہ اٹھایا ہو اس پر 72(a) لاگو نہیں ہوتا۔ میں نے اس میں یہ بھی لکھا کہ باقی جن points پر بحث ہوئی ہے کہ جی necessary کا مطلب ہے۔ باقی جو امور ہیں وہ اس کیس میں relevant نہیں ہیں کیونکہ میں اس پر فیصلہ کر رہا ہوں۔ وہ کسی مناسب موقع پر کروں گا۔ ہائی کورٹ نے میرے اس آرڈر کو uphold کیا اور ہائی کورٹ نے یہ کہا کہ 72(a) کے parameter یہ ہیں۔ نمبر 1۔ کہ یہ Discretion Orders ہیں۔ نمبر ۲۔ کہ چیئرمین کو اس میں اختیارات استعمال کرتے ہوئے یہ دیکھنا ہوگا کہ necessary ہے کہ نہیں ہے۔ نمبر ۳۔ چیئرمین کو یہ بھی

دیکھنا ہوگا کہ trial delay نہ ہو۔ ان باتوں کو سن کر فیصلہ کر دیتا ہوں کہ کب necessary ہے۔ discretion کا کیا مطلب ہے اور تیسری observation کا کیا مطلب ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب، میں گزارش کروں کہ یہ آپ نے جو کچھ فرمایا بلکہ بجا فرمایا ہے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ آپ کا فیصلہ جو سپریم کورٹ کے آرڈر کے تحت جب وہ یہاں oath لینے آئے اس سے پہلے کا تھا۔

جناب چیئرمین: جی صحیح بات ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی: اس کے بعد پھر آپ نے ان کا پروڈکشن آرڈر نہیں دیا۔ تو ہم سپریم کورٹ میں گئے تو پھر انہوں نے ان کو اجلاس میں بلایا۔ اس اجلاس کے بعد وہ چونکہ ایک اجلاس میں شرکت کی اجازت تھی سپریم کورٹ کی طرف سے، پھر جب ہم نے آپ سے گزارش کی کہ آپ ان کا پروڈکشن آرڈر نکالیں تو آپ پھر وہ معاملہ ہاؤس میں لائے کہ پہلے آپ ثابت کریں۔

جناب چیئرمین: تاکہ میں فیصلہ کر لوں۔

جناب حسین شاہ راشدی: پہلے بھی سپریم کورٹ کا آرڈر تھا آصف علی زرداری صاحب کے لئے۔ پھر آپ نے کہا کہ ثابت کریں کہ necessary ہے۔ پھر سپریم کورٹ نے اس مرتبہ آرڈر دیا ہے آصف علی زرداری صاحب کے لئے کہ وہ آ جائیں گے۔ اب آپ نے یہ کیسے طے کر لیا کہ چونکہ آصف علی زرداری صاحب کے لئے سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے لہٰذا اسلام الدین شیخ صاحب کے سلسلے میں آپ نے یہ بحث نہیں کرنا چاہی کہ یہ necessary ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ کیا، صحیح کیا یا غلط کیا۔ مجھے جب یہ اطلاع ملی اور somebody brought it to my notice کہ سپریم کورٹ نے یہ آرڈر کر دیا ہے۔ تو میں نے کہا کہ on the parity of reasoning سپریم کورٹ کے basis پر میں نے کہا کہ اس کو بلالوں۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب، تو سپریم کورٹ کا آصف علی زرداری کے لئے ---

Mr. Chairman: It can be wrong, it can be right, I may be wrong. Rashdi Sahib I don't claim to be, یعنی مکمل علم میرے پاس نہیں ہے۔ I may be wrong

جناب حسین شاہ راشدی: آپ صرف یہ کہیں کہ آپ نے غلط فیصلہ کیا ہے یا صحیح کیا ہے۔

جناب چیئرمین: غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی۔ اس پر بحث کر لیتے ہیں۔

میاں رضا ربانی: نہیں جناب، اس میں بحث کی بات نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Purely following the Supreme Court,
میں نے کہا جی سپریم کورٹ نے آرڈر کیا ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب چیئرمین! اگر آپ کی طرف سے مختلف موقف آتے ہیں تو بڑا دکھ ہوتا ہے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اس مسئلے پر آپ مہربانی کر کے مجھے صرف ۲ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ سے صرف اتنا عرض کروں گا۔ And if I was a little bit fast toward the Chair, I apologise for that but میں آپ سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ آپ سے میرا مطلب یہ ہے کہ Chair سے ہمیں خاص طور پر، اپوزیشن کو یہ امید وابستہ ہوتی ہے کہ آپ custodian of the House ہیں۔ اور آپ جب custodian of the House ہیں تو آپ کی نظر میں Treasury Benches اور Opposition Benches دونوں آپ کے لئے برابر ہیں۔

جناب چیئرمین: بالکل صحیح ہے۔

میاں رضا ربانی: اور ان کے حقوق کا تحفظ بھی آپ مساوی انداز میں کریں گے۔ اس وقت جناب چیئرمین! مجھے آپ کے وہ کلمات یاد آ رہے ہیں جب میں اس سائیڈ پر ہوتا تھا اور آپ نے کئی بار فرمایا تھا کہ میرا tilt زیادہ اپوزیشن کی طرف اس لئے ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک minority ہوتی ہے اور ان کے پاس طاقت نہیں ہوتی لہذا ان کے حقوق کا تحفظ کرنا میرے لئے لازم ہو جاتا ہے۔ یہاں پر جناب چیئرمین یہی صورتحال تھی اور جب پچھلا سیشن شروع ہوا۔ جہاں تک سپریم کورٹ کے آرڈر کی بات ہے۔ میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ میں نے آپ سے یہی گزارش کی تھی کہ پہلے سپریم کورٹ نے آرڈر ان کی پروڈکشن کا کیا۔ اب آپ فرما رہے ہیں اور درست فرمایا آپ نے کہ You wanted to have the conclusion of the argument on that matter, so, that you can finally take a

میں نے آپ سے اس وقت اور اگر آپ ریکارڈ منگوا لیں گے تو آپ ریکارڈ سے دیکھیں گے کہ decision.
میں نے آپ کو اس وقت یہ گزارش کی تھی کہ

On the basis of the last order passed by the Supreme Court, if you could kindly pass an iterim order of production for Senator Mr. Zardari to come and then hear the arguments and come to whatever final conclusion you come to, that is entirely your prerogative, you can come to whatever final conclusion you feel is in accordance with the Law and the Rules but you said that I can not do that.

ٹھیک ہے جناب

Now you are again saying that after the orders of production of Senator Zardari were passed by the Supreme Court you thought that as a question of parity you would issue the orders of production .

Mr. Chairman: Without going into merit.

Mian Raza Rabbani: Without going into merit you would issue the orders. Sir, you had already issued orders of Senator Islam-ud-Din Sheikh. But sir , I am just pointing out that Senators belonging to the Pakistan Peoples Party or Senators belonging to the Opposition have no less a right and have no less a privilege.

Mr. Chairman: All senators have equal rights. I have respect for all of them.

Mian Raza Rabbani: But sir , here unfortunately , you have exhibited double standard.

جناب چیئرمین: یہ آپ کا نقطہ نظر ہے۔ جی جناب مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ: جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ میں سب کے arguments سن کر پھر فیصلہ کروں گا۔ آپ نے arguments سنے ہیں۔ کتنا عرصہ اس کو ہو

چکا ہے۔ آپ نے کہا کہ Law Minister صاحب آئیں گے

and he will presents his case. Now he is present there. I don't see, what is now holding this House from having his opinion and giving you the choice to finally and conclusively decide the matter. Because sir, this has been hanging for such a long time. Sir, you discharge your responsibility and it is your discretion. If you don't want him to come into the House, it is up to you. But then the people will also have an opinion about your judgement whether it was judicious or not. First of all, I would request you to have his opinion. He is there.

Mr. Chairman: I think it is a good suggestion and I am grateful to you.

میرا خیال ہے کتنا وقت لیں گے آپ خالد انور صاحب؟

Mr. Khalid Anwar: Sir, ten to fifteen minutes.

Mr. Chairman: Let finish him first

تا کہ میں یہ ختم کر لوں۔ دس منٹ کی بات ہے۔ حبیب جالب صاحب میری آپ سے ایک گزارش ہو گی۔ اس کے بعد آپ کی سن لوں گا let him finish first. اسی پر ان کے بعد آپ کو سن لوں گا تا کہ conclude ہو جائے۔ جی جناب خالد صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, there are more than one aspects for this case and I have taken your cognizance of the objection raised by Senator Raza Rabbani that double standard is being applied. I don't think that is factually correct. I will be seeking to assist you on that aspect of the matter to go through. I think, the order that you had passed in relation to Senator Islam-ud-Din Sheikh is completely consistent with the two Supreme Court orders in the field. Both relating to Senator Asif Ali Zardari, that is one of the aspects that I will be seeking to assist you on at a later stage of my submission. May I first lay the

foundation for the arguments. Sir, this is Rule 72(a). You are, of course, familiar with this and with your leave I try to read it out once again for the benefit of honourable Senators on both sides. This is how it reads: "The Chairman or Chairman of a committee may summon a member in custody on the charge of any offence, under any law relating to preventive detention to attend a sitting or sittings of Senate or meeting of a committee of which he is a member, if he considers his presence necessary. Now this rule falls into various distinct on factual categories.

The first is the word used here is "may". Now it is clear this is a word which has a connotation of discretion. So, this is undeniable prerogative of the Chairman. He may exercise it in a given case. He may not exercise it. It is not a mandatory rule and since this rule 72(a) was introduced on 10th May, 1994 while the Peoples Party was in power, it therefore, reflects the consensus of the House. The consensus being this that the mere fact that a member is under detention or is in custody does not necessarily mean as a mandatory requirement of law that the Chairman must pass such an order. Both sides agreed that there should be a discretion. The discretion should vest in the Chairman and this is the rule which reflects that consensus.

So, I do not think it would be right for honourable members to suggest that in the case of Senator Asif Ali Zardari, there is a mandatory duty cast on the Chairman. What I think would be right is that the Chairman is under a duty, he is under obligation to apply his mind to the facts of any give and takes.

The Chairman must decide and I wholly agree that the Chairman must decide on fair and equitable cases. I do not think that this law contemplates that there should be any discrimination. Certainly , the right of any member of the

opposition to be produced should be or to be treated as sacrosanct, as important as the right of any member of the treasury benches. That is the first important point I needed to make.

The second is sir, the rule and I do not know who the draftsman of the rules was, makes it clear that the power is intended to be exercised , not in a general manner but in relation to a specific sitting . The rule says," to attend a sitting or sittings" which means that in the facts of any given days, the rule does not contemplate the passing of a general order, for example that a certain Senator is under detention, he should be produced on each and every sitting, No. The rule contemplates in direct, clear and lucid language that in relation to every sitting there ought to be an application of mind by the Chairman and then the Chairman should pass an order. This is the second aspect of the rule.

The third , to attend a sitting or sittings of the Senate or meeting of a committee of which he is a member, if he considers his presence necessary. Now this is the third qualification of the power conferred on the Chairman. The Chairman must form an opinion, what is the content of that opinion, that the presence of the member is necessary. Now the word 'necessary' has a distinct legal connotation . We normally use it as contra-distinguished from the concept of desirable, that is one concept. So, it could be, for example, desirable or necessary. In this case, the Senate, by consensus decided that the power of the Chairman should be exercised only when the Chairman came to the conclusion that this was necessary.

In a broader context, it is certainly true that every member should be present, I think that is desirable and certainly as a general proposition, I would accede to that statement that it is certainly desirable that all members should be

given opportunity to participate, to lend their wisdom, to make it part of the collective wisdom of the House and for reasons best known to the members at that time and I was not a member at that time.

The rule makers, that is to say that the august body thought it fit and proper that the power should only be exercised, in circumstances in which the Chairman came to the unambiguous conclusion that the presence of a member should be necesary.

Sir, the word 'necessary' is well known, as a word of common usage in the English language. I have brought with me an extract from Standard Lexicon that is to say the Oxford dictionary and this defines the word 'necessary' as meaning, requisite, essential, requiring to be done. So, the key concept here is it ought to be essential, unless it is essential this power is not to be exercised. Another extraordinary aspect and I confess and I read it with some surprise is this that if, for example, I was the draftsman of this rule, I would have put it at amongst the privileges of the members. I would have drafted it as a right of the member. But this House decided otherwise. Instead of saying that it is the privilege, it is the right of a member to be present, this House decided, "No, it is not a right, it is not a privilege, it is a power conferred on the Chairman". If the matter had been placed on that wider setting that is to say that every member should have a legal right, a constitutional right to be present on each and every occasion, the interpretation of this rule would have been of a fundamentally different dimension. It is not so and I note Sir, that there is a judgement of the Sindh High Court directly on this point in relation to the interpretation of Rule 72(a) and in relation to Senator Asif Ali Zardari. It is a lengthy judgement, Sir. I will confine myself to reading out just a few sentences. This is what the

judgement says:

"Here it may also be pointed out that where the Rules of Procedure of the Senate apply the power to summon an under trial prisoner , shall always remain a discretionary power of the authority that is to say the Chairman or the Speaker and like.....". It goes on to say, next:

"It is only when, "necessary", and the word, "necessary" has been put in inverted commas, "that such a power can come to be exercised". What the High Court was saying and this was the full bench:

The proposition of law that was being laid down is this.

Not in any or every case but only when the Chairman comes to the conclusion that the presence of the member is necessary that the power is to be exercised.

Lastly, but no less importantly, "In exercising such powers the relevant functionary would all the time ensure that by virtue of such an exercise the proceedings in the relevant court of law are not unnecessarily delayed let alone thwart".

Now here, Sir, is a proposition of the utmost importance for determination of this disputed point. The High Court is saying , "Ensure two things before you exercise this power. Fristly, under no circumstances should that criminal trial which is going on , which is proceeding be thwarted. It does not stop there . After laying this foundation , the argument is lifted to the next place which is, it ought also not to be unnecessarily delayed. These are the cardinal parameters on the basis of which the power is to be exercised and this is a judgement in the case of Senator Asif Ali Zardari. Now the immediate question which arises is this, what are the criminal proceedings? Unless you

know that Sir, you cannot apply your mind to the question, how can I ensure that the criminal proceedings are not unnecessarily delayed.

Now ,before I make a brief reference to some of the criminal proceedings and unfortunately the Senator is facing more than one set of criminal proceedings. I think it is also important to stress the fact that one of these relates to a murder case. It relates to a case of deprivation of life. It is a case in relation to which an order can be passed, of the most far reaching nature against the accused Senator. You therefore, Sir have to determine as part of your prerogative and constitutional duty how important are the proceedings in a murder case before you take decision as to whether or not issue the order of the Production of the Senator. Sir, I made an inquiry and I have been informed and this information has been supplied today , that in criminal reference No.3 of 1998. I believe, I have to memorize, an order has been passed. "Proceedings against the Senator should continue on a day to day basis". I am informed, and believe that this must be correct that such an order has been passed against the Senator in Karachi, that the proceedings are to continue on day to day basis. I have further been informed that in the Court , in more than one set of proceedings of the pending cases, the proceedings are taking place at a very high level frequency, that must necessarily take place. So typically there could be one , two or three days of hearing in a week and these proceedings are pending in Karachi.

Now Sir, before you exercise your power this is one limitation which has been laid down. Which has been imposed by the Sindh High Court in relation to the exercise of your constitutional duty. I will not stop at the High Court , that judgement is under appeal in the Supreme Court and Senator Raza Rabbani

made a reference to the order which have been passed by the Supreme Court. Further production of Senator, deferred. I think that the facts are a completeness of the record. It is only right that I should refer to those orders passed by the Supreme Court so that you can then examine and decide that; has the judgement of the Sindh High Court been deferred, has it been added to or has it been substracted from? There are two orders passed by the Supreme Court Sir. I will read out the relevant facts which is paragraph 5 of 3rd judgement of the Supreme Court. This is the order under which production order of Senator Asif Ali Zardari was allowed by the Supreme Court. It is, therefore, the strongest possible order in favour of the Senator. I will read out that and then you may decide what are the prerogatives which have been elucidated by the Supreme Court for application in this case. Sir after taking the facts of the case. After reproducing the relevant provision of law, the judgement concludes with three sentences. Noteable for their brevity. "Since the petitioner", I am reading out from the judgement paragraph 5 , "Since the petitioner is at present lodged at Adiala Jail , in our view it will be just and proper to issue a direction to the Jail Authorities and to the Federation to allow the petitioner to attend the forthcoming session. The petitioner shall also attend the Court proceedings by adjusting his schedule." Now , Sir , the judgement ends with the last sentence which is the appeal of petitioner arising out of the above two decisions, may be fixed for hearing at an early date. What is conflictive of this judgement, the operative part of the judgement , two principles , two directives have been laid. First is the order of the Sindh High Court. The Sindh High Court had focussed on the facts that the criminal proceedings ought not to be delayed. The Supreme Court accepted that implicitly and on that legal foundation then give the

findings , a directive which is since the petitioner Asif Ali Zardari happens to be here in the town of Rawalpindi, therefore, it will be just and proper to allow him to attend. But what if the Senator is in Karachi, the Supreme has not traversed that aspect of the case .And even if he happens to be in Rawalpindi or let us take it Islamabad, the Supreme Court has further qualified it by saying the petitioner shall also attend the court proceedings by adjusting his schedule. Mark the mandatory word "shall". He has not been given a blanket exemption. The Supreme Court has not said whether he is in Rawalpindi or he is in Islamabad let him attend each and every day of hearing. No, only those days on which a hearing in a court of law is not scheduled. Only on those days will he be allowed to attend.

Now, sir, this was the highest that could be said for the Senator. What did the government do? After the passing of the Supreme Court order sir, we allowed him to attend every single day of that session. I think, a great deal has been said against the government but in all honesty, in all sense, tribute should be paid to the Interior Minister who not only honoured the order in letter and spirit but also went above and beyond that and said irrespective of the question that whether or not a case is scheduled, a date of hearing has been fixed we will still produce the senator and give him an opportunity to participate in the proceedings of the House. That sir, was the first order.

I now come to the second order passed by the Supreme Court . This is the order passed. I believe it was passed on Friday. Again by coincidence there are only 5 paragraphs in this latest order sir and in the ultimate paragraph that is to say paragraph 4 this is what the Supreme Court says, "We have considered the arguments and did peruse the record". It may be seen that this

court was granting leave in appeal filed by the petitioner and counter appeal filed by the Federation of Pakistan, vide a common order dated 24th June, 1998. Which made the following observation and then follows those two sentences which I have just read out to you. So, the Supreme Court in its latest order is reiterating what had earlier been observed, it is not departing from that ruling. This is the latest verdict of the Supreme Court, and then it goes on to say and this is the operative part of the order, "It is not disputed that the petitioner is presently lodged in Adiala jail Rawalpindi to face proceedings before the Ehtisab Bench". So, once again there is a confluence of facts. At the earlier time Senator Zardari happened to be in Rawalpindi, at this point of time he happened to be in Rawalpindi. At the earlier time, the Supreme Court ordered, since he is already here and since the trial proceedings will not be delayed, we order that he should be allowed to attend. This time by a complete parity of reasoning, we are again reiterating and restating that earlier point of view. And they go on to say after saying, "it is not disputed that the petitioner is presently lodged at Adiala jail Rawalpindi, to face the proceedings before the Ehtisab Bench", "on a parity of circumstances and existence of identical position, we grant him the same relief as was granted to him earlier by this court. We, therefore, direct the respondents to make all the necessary arrangements for allowing the petitioner to attend the current session provided", now follows the all important proviso, "provided the proceedings of the court are not affected" and then they re-emphasise the fact. They first state by way of caveat, "provided the proceedings of the court are not affected", and then restate and reaffirm it in these words "which shall certainly have precedence". Now sir, this is the order of the Supreme Court, it is a definitive order, it lays down the law for all citizens,

it lays down the law for all members of this august House and with respect, it lays down the law for you also. The law now is clear that before exercising your prerogative powers you will conduct a factual inquiry, find out what are the days on which criminal proceedings are pending against the Senator, on those days the Senator is not to be produced. He has to appear in the court, he has to face those proceedings. But what about the days on which there are no criminal proceedings. In relation to that sir, you certainly have a discretion, you certainly have a discretionary power. May I also at this point of time and I think it is opportune moment to take out the case of Senator Islam-ud-Din Sheikh. I am informed by my honourable friend that the gentleman happens to be in Islamabad .I am informed by my honourable friend that he perhaps was unwell, he was undergoing treatment. Your orders directing his production is completely consistent with the letter and spirit of the Supreme Court orders and I very much regret the allegations of bias which were levelled by honourable members on the other side of the House, they had not taken the trouble to ascertain the fact, they had not taken the trouble to examine the content of the Supreme Court judgement, they had not taken the trouble to ascertain what are the powers, what are the duties, what are the obligations of the Chairman. Sir, I have stated earlier, for purposes of gravity. I will not restate the point but you have noticed how two distinct spans of thought were conflated into one judgement, one operative order which lays down with the utmost clarity what the duty, the obligation of the Chairman of the Senate is to be in such circumstances. I would very sincerely request my honourable friends on that side of the House to show a modicum of courtesy to the Chair not to accuse the Chair blindly.

(interruption)

Mr. Chairman: Does that conclude your submissions?

Mr. Khalid Anwar: No, it does not conclude. I have a few more words to say. I can see that they are already agitated.

Sir, I regretfully point out that they are going to be even more agitated by what I am now going to submit for your consideration. Sir, I have with me the rulings given by you in the case of Ch. Shujaat Hussain, and this is what the view of the then Law Minister was on 23rd November, 1994 when the House met, "Again Senator Ch. Shujaat Hussain was not produced in compliance with my orders. There was a direct defiance of the Chairman's order. On inquriy I was informed by the Law Minister that the order under Rule 72(a) could not be implemented , as it amounted to interference in the functioning of the courts". This was the instance of the Peoples Party's Law Minister.

Some speeches were made, heated speeches were made on the floor of the House, sir. I have with me the official text of the speeches made. I have with me the official text of the speeches made on the floor of the House. And this is what my good friend Senator Syed Iqbal Haider deemed fit and proper to argue on that occasion. Sir, he quotes from an earlier precedent; "We are of the clear view" and this is the judgement he is quoting that "neither Article 66 of the Constitution nor any other article thereof confers a privilege upon the member of the National Assembly, as is being claimed by the petitioner". "We are also of the clear view that no law passed under sub-Rule (2) of Article 66 of the Constitution, no any other convention or usage , having the course of law , confers a privilege upon a member of the National Assembly, requiring that he should be compulsarily allowed or taken to attend the session of the National

Assembly when he is an under trial prisoner."

After quoting this, the learned Senator goes on to say and these are now his words, "Sir, I will give the reply to that point also that this rule was passed by the High Court before Rule 90 was incorporated in the Rules of Business of the National Assembly. The relevance of the ruling is to establish that under the Constitution, it is not , most emphatically , not a privilege of any member to be present in the House."

The reason that I am quoting this is to determine and examine the Constitutional viability, which is being debated by various persons. I said on equity. Now, the learned Senator has gone beyond the bounds of the Constitution. He is now talking of equity, he is not talking of facts. And therefore, I have taken the liberty of reminding him, most humbly, of his words on that earlier occasion. He says, "I said on equity, I am with you, sir, on equity, I will never doubt or challenge the validity, I said I am stopped by morality and by law". From "equity" he has gone, one step further, to "morality". Sir, these were the grounds in order to save time, sir, I will not read the rest of his speech, but these are the grounds on which he defended the Government's defiance of the Ruling of the Chair , on grounds of Constitutional law, on grounds of equity, on grounds of morality.

Sir, another honourable and learned Senator, Senator Raza Rabbani also thought it fit and proper to shed some light on this moot question. He made many statements, sir, I will not wear you out by reading all of them, sir, but just one brief word or two. This is the statement made by the honourable Senator Mian Raza Rabbani, which is reproduced in this official text. He says, after quoting the substance of the Rule, "therefore, I would say", and this is the

proposition of law which is being advanced, "therefore, I would say that a member under detention or a member under arrest would be treated as a member on leave". These are views of the honourable Senator. If a Senator is under arrest, you should treat him as being on leave. What does that imply? What is the connotation? Simply this that there is no necessity whatsoever for his production. Why no necessity? Because he is on leave. He is on leave. This is the extent to which he has gone.

Then the honourable Senator further advances the argument, he says, " suppose more than one Senator is arrested, what is the position then. Recall the query that you had formulated, it was this that there might be a situation in which a Government might arrest a very large number of Senators and this was the question raised, that suppose more than one Senators are arrested, what is the position then, because the querry that had been formulated by you was this that it might be a situation in which the Government might arrest a large number of Senators, what would be the position then. Would the House be complete? Could it function ? And the honourable Senator elucidates a point of view. This is the dialogue.

Mr. Chairman : Supposing ten members are not present .

Mian Raza Rabbani : The House could still proceed.

Mr. Chairman : 20 are arrested at 8. 00 of the clock and session is at 10.00 of the clock.

Mian Raza Rabbani : Sir, the House could proceed .

Mr. Chairman : 30 are arrested and can not come".

(interruption)

Mian Raza Rabbani: I can imagine what those interruptions were to be......

Mr. Khalid Anwar: You restate the query, 30 people are arrested at 8 of the clock and the session is at 9 of the clock , can they do legislation.

Answer, 'Yes sir', the House is complete.

My submission is that the House is complete."Now, sir, we have talked about double standards. There is a great deal more than that I could urge sir, but there is , I can see this , a certain level of impatience amongst my learned friends on the other side of the eye, sir, I will not test their patience any longer. I have taken the liberty of reminding you of what they have said because an improper suggestion of double standards was made. Had they not done so, I would have maintained a discrete silence, I would have drawn assertion over these undesirable comments. Sir, all that I wish to submit for you is there and I now sum up very briefly by saying this the legal position has been clarified by the Sindh High Court, by two orders of the Supreme Court. I think in the light of that no detailed disquisition is required in order to further attempt to shed light on this moot question sir. As far as we are concerned sir, we have placed the facts before you, we have placed the law before you. It is now for you sir , to take a decision and I am confident that the decision you take will be one which will be consistent with the high standards of this House which you have consistently espoused in the past as well as in the present.

جناب چیئرمین۔ جی جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ وزیر قانون نے جو آخری بات کی ہے ' اس سے میرا idea

develop ہوا ہے وہ یہ کہ کیوں کہ سابقہ دور میں ایسا کیا گیا لہذا اس وقت ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ equity کے خلاف ہے۔ دوسرا نکتہ جو میں کہنا چاہتا ہوں جس میں Rule 72(a) جس کا تذکرہ کیا گیا اور اس میں discretionary powers جو چیئرمین کو حاصل ہیں اس میں necessary کا لفظ ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ تمام سینیٹرز equal ہیں اور دوسری بات جب آپ discretionary powers use کریں گے تو یقیناً آپ کے سامنے۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔ خالد انور صاحب جا رہے ہیں، ان کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔

(مداخلت)

Syed Iqbal Haider: What is the justification or reason today for not producing Mr. Asif Ali Zardari ? Is it because there is any trial today , is it because you are taking shelter under some other technicality or is it a complete willful default ? Please tell us the justification why are you not producing today or will you produce him tomorrow?

جناب چیئرمین: جناب اقبال حیدر صاحب اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سپریم کورٹ کا بڑا واضح آرڈر ہے۔ تو میرا خیال ہے راجہ صاحب پتہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ کو پتہ ہے میں بھی کوشش کر رہا تھا۔

Syed Iqbal Haider: Sir, you come to the rescue of the Law Minister always and letting him go escort free. He has no moral courage to speak the whole truth.

(Interruption)

جناب چیئرمین: یہ آرڈر Interior Ministry کی ذمہ داری ہے۔ وہ آج پہنچے نہیں ہیں but I will find out myself.

سید اقبال حیدر: جناب وہ تو میں مانتا ہوں

but sir, after having spoken half truth and distorted facts and picking up extracts from here and there and not the complete ruling, the Law Minister should have shown the courtesy of listening the rebuttal and rejoinder.

جناب چیئرمین: آج بحث ختم ہو چکی ہے۔

سید اقبال حیدر: نہیں جناب انہوں نے جو الزامات لگائے ہیں ان کو درست کرنا بڑا ضروری تھے۔

جناب چیئرمین: نہیں سارے جواب آ چکے ہیں۔ اعتراز صاحب نے کافی تفصیل سے ----

سید اقبال حیدر: نہیں جناب ان کے جو arguments ہیں، ان کی جو plea ہے وہ irrelevant ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں irrelevant نہیں ہیں۔ جی اعتراز صاحب۔

چوہدری اعتراز احسن: جناب، اقبال صاحب اپنے طور پر تو شاید جو فرمانا چاہیں وہ علیحدہ بات ہے۔ جالب صاحب کھڑے ہیں مجھے بھی افسوس ہو رہا ہے کہ لاء منسٹر صاحب اپنی بحث کر کے چلے گئے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو conclude کر رہے تھے۔

چوہدری اعتراز احسن: نہیں conclude کیا کر کے گئے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ اپنی سحر انگیزی اور ...kind of fairy tale سارا چکر کر گئے۔ اس کا بڑا ٹھوس جواب ہے جو انہوں نے دلائل دیئے۔

جناب چیئرمین: جناب آپ کر بیٹھے ہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ آپ نے بڑی تفصیل سے اس پر comments دیئے ہیں۔ You dealt with all these questions.

چوہدری اعتراز احسن: کر بیٹھنے کی بات نہیں سر۔ کیا آپ آج مجھے بتا سکتے ہیں کیونکہ کوئی چار مہینے ہو گئے ہیں اس بات کو، آپ بتا سکتے ہیں کہ میں نے بحث کیا کی تھی؟

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو میں record دیکھوں گا ناں۔

چوہدری اعتراز احسن: نہیں۔ بحث کا جو بنیادی اصول ہے جناب اور آپ کو معلوم ہے اور میں اس لئے rehearing نہیں چاہتا کہ یہ اور delay ہو گا۔ لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ عدالت ایک فریق کو

جنوری میں سنے اور دوسرے فریق کو اگست میں سنے ' بیچ میں آٹھ مہینے گزر جائیں اور پھر کہے کہ میں نے دونوں کو سن لیا ہے اور اب میں فیصلہ کرتا ہوں۔ عدالت ایسا نہیں کرتی۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ میں سارا پڑھ کے پھر فیصلہ کروں گا۔

چوہدری اعتزاز احسن : وہ بات جس کا فیصلہ سماعت کی بنیاد پر ہوتا ہے ' وہی پڑھنے کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین : بے شک I will see you in my chamber آپ بے شک مزید کچھ کہنا چاہیں تو کہیں۔ مین چاہتا ہوں آج اس کو ختم کر دیں۔

چوہدری اعتزاز احسن : ہمیں کچھ کچھ علم ہے کہ کیسا فیصلہ آ رہا ہے۔ آپ بے شک ختم کر دیں۔ ہم مزید نہیں کرنا چاہتے ۔ کاش وہ بیٹھے ہوتے تو میں یقیناً بات کرنا چاہتا ۔ مجھے تو اس قدر دکھ ہوا ہے اور یہ پرابلم ہوتی ہے۔ میں ہر کسی کی بات نہیں کرتا ' ایسے first termer کی جو سیاست میں پہلی دفعہ آئے ہوتے ہیں۔ یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے سپریم کورٹ میں کہا تھا اور یہ quoted جملہ ہے "کہ میں پارلیمنٹ کو کسی کام کی چیز نہیں سمجھتا" ۔ اس وقت یہ نہیں آئے تھے پارلیمنٹ میں ۔ اس وقت آپ نہیں آئے تھے سینٹ میں۔ اس وقت میں اور آپ دونوں عدالت میں پیش تھے ۔ انہوں نے اس ہاؤس کی' پارلیمان کی کتنی تضحیک کی تھی لیکن سمجھتے تھے کہ کچھ جج اگر appreciate کرتے ہیں تو جو بات چاہوں کہہ لوں۔ یعنی یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ کو جو مرضی کہہ لیں۔ آج وہ پارلیمنٹ میں آئے ہیں۔ ان کو کچھ پتہ نہیں پارلیمان کی اخلاقیات کیا ہوتی ہیں۔ ان کو کچھ پتہ نہیں یہاں پر کس طرح کے روابط ' کس طرح کے رشتے ہوتے ہیں۔ دو چار terms اگر انہوں نے گزار لیں تو شاید ان میں کچھ ایسی خوبیاں آ جائیں۔ کاش یہی باتیں اگر راجہ صاحب نے کرنی ہوتیں --- خدا کی قسم کوئی پارلیمنٹیرین ایسی بات نہ کرسکتا۔ جس قسم کی لغو، جس قسم کی غیر متعلقہ باتیں اور جس قسم کی دوسری چیزوں کے بارے میں انہوں نے necessity کا سہارا لے کر اور discretion کا سہارا لے کر کی ہیں۔ Discretion پر سپریم کورٹ کے فیصلے آ چکے ہیں کہ discretion اب structure ہو گی۔ شفیع الرحمان صاحب کا فیصلہ ہے بڑا واضح طور پر ۔ اقبال صاحب بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ half truth فرما کے اس طرح بھاگے ہیں جیسے پیچھے آگ لگ گئی ہے۔ بھائی ہم کھڑے ہیں آپ کو غلط ثابت کرنے کے لئے ۔میں صرف ایک جملہ بولتا ہوں کہ عدالت جب فیصلہ کرتی ہے یا کوئی بھی ایسا معاملہ جب کسی منصف' کسی عدالت کے سامنے آتا ہے تو سب سے اہم دلیل ہوتی ہے

demeanour کی کہ اس کا حلیہ ' اس نے کس طرح بات کی' ادائیگی کیا تھی - میں ان کی ادائیگی کی بات نہیں کر رہا' اس کا بھی ایک رنگ ڈھنگ تھا۔ اس کا نہیں لیکن مکمل ادائیگی دلیل کی جس میں ان کی بات کی اور ہماری بات کی صحت اس میں ہے اور ان کی تمام دلیل کا ضعف اس میں ہے جس انداز میں آپ یہاں بھاگ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ویسے demeanour زیادہ witnesses پہ اور trial پہ apply کرتا ہے - آپ تو demeanours روز دیکھتے ہونگے -

چوہدری اعتزاز احسن : ہمارا demeanour ' ہم تو ہنستے ہنستے آپ کی جانب سے تمام تر جو تیر آتے ہیں ' جو slings اور outrages آتے ہیں ' وہ ہم خندہ پیشانی سے سہتے ہیں لیکن وزیر قانون میں اتنی اخلاقی جرات نہیں تھی نہ ان کی دلیل میں قطعاً اتنا وزن تھا' گو آپ نے ان کی دلیل کو اتنی اہمیت دی۔

جناب چیئرمین: کونسی دلیل کو -

چوہدری اعتزاز احسن : جناب جس انداز میں آپ نے سنا - آپ دم بخود تھے' آپ ہمہ تن گوش تھے۔

جناب چیئرمین: اس لئے کہ میں نے سوال پوچھا تو دس منٹ اور لمبے ہو جائیں گے۔I want to finish it today۔

چوہدری اعتزاز احسن : میں نے جو جواب ان کو دینا تھا وہ انہی کی زبان میں دینا تھا یعنی انگریزی میں - یہ تو اردو میں آپ سے مخاطب ہوں کیونکہ آپ میری طرح اسی دھرتی سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں - یہ کچھ انگریزیاں زیادہ پڑھ کے ' ہم نے بھی پڑھی ہیں' میں انہی کی زبان میں description کی structuring کر سکتا ہوں۔ صوابدید کے بارے میں سپریم کورٹ نے کہا تھا - بہرحال وہ بھاگ ہی گئے تو پھر اس کے بارے میں ہم کیا کہیں۔

جناب چیئرمین: جی جالب صاحب آپ مکمل کرلیں جو بات کرنی ہے آپ نے -

جناب حبیب جالب بلوچ : ویسے آگ لگنے کے بعد بھاگنا نہیں چاہیئے تھا - رکنا چاہیئے بلکہ اس پہ کمبل ڈالنا چاہیئے تاکہ آگ بجھ سکے ورنہ بھاگنے سے ذرا problem ہو گا - جہاں تک discretionary

power کا تعلق ہے، اس کے لئے بھی ایک criterion ہو گا یقیناً وہ out of rule or equity یا بعض چیزوں کو نظر انداز کر کے نہیں کیا جاسکتا۔ گو اس ملک کے اندر necessity کی تعریف اس طرح بھی کی گئی کہ ایک وقت میں مارشل لاء کو بھی جائز قرار دیا گیا تھا لیکن یہاں discretionary powers کو استعمال کرتے ہوئے یقیناً آپ کے ذہن میں یہ ہوگا کہ سینیٹرز سارے equal ہیں اور دوسرے سینیٹرز Representatives of the elected people ہیں جن کا وہ responsibilities ان پر سیاسی Legislative proceedings میں حصہ لیتے ہوئے اعادہ کر سکتے ہیں اور وہ ذمہ داریاں جو ان کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہیں وہ پوری ہو سکتی ہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ ایک سینیٹر جو ملزم ہے جب تک وہ convict نہیں ہوتا وہ ملزم ہیں رہتا ہے یعنی یہ idea کہ a person remains accused till otherwise proved۔

جناب چیئرمین: یہ تو بڑا واضح اصول ہے۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جی جناب۔ چوتھی بات یہ ہے کہ parliamentary proceedings supreme ہوتی ہیں other proceedings سے لیکن چونکہ سپریم کورٹ کا judgement ہے جس میں adjustability of the schedule کی بات کی گئی ہے کہ criminal proceedings delay نہ ہو جائیں۔ تو اس میں یہ کیا جا سکتا ہے کہ جو criminal proceedings ہیں اور جو area دیکھا جاتا ہے، کہاں confined ہے اور کہاں جیل میں ہے، تو ان چیزوں کو دیکھ کر adjust کیا جاسکتا ہے۔ اس میں آپ کے production order پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی ہے۔ یہ خود اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ production order پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس مسئلے کو طوالت نہ دے کر سینٹ کا وقت بچائیں گے کیونکہ یہ مسئلہ اتنی طوالت اختیار کر چکا ہے کہ خود سینٹ کی proceedings متاثر ہوتی ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ایک بھی سینیٹر کم ہے تو ہاؤس پورا نہیں ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی جناب اقبال حیدر صاحب۔ وہ اس مقدمے میں وکیل بھی ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کو سن لیا جائے۔ جی جناب اقبال حیدر صاحب، آپ نے ویسے تفصیل سے بحث تو کر لی ہے۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I had not. No, no. First of all I had not spoken on that issue. Secondly, I don't wish to indulge in any lengthy argument and

would just remind Mr. Khalid Anwar and the Leader of the House as well as your goodself sir, that a ruling should be such, which should be given consideration with a view that next month ,the other side might be needing your production order. The time is very rapidly approaching that they will be needing production orders not one or two, may be in dozens because of the crimes that they have committed with this nation. So, our stand is consistent sir. What I want that they should follow the same consistent order. Ch. Shujaat Hussain's ruling is a monumental ruling. My point of view and my government's point of view was very consistent and clear that subject to approval of the court, which has been held by the Supreme Court and the High Court also. I am not disputing their point. Point is that Asif Ali Zardari had gone to the lower court first and got an order from the lower court. This precisely was our advice when we were in government that please Ch. Shujaat Hussain Sahib , please obtain an order from the trial court. We will, the government will not have any objection, if the court allows production. In this case, Asif Ali Zardari made an application first to the trial court and the trial court has already issued the order. Despite the issuance of the order , Asif Ali Zardari was not produced.

Secondly, Sir, our point is very very consistent. I don't know why the honourable Law Minister was talking with a tongue in his cheek and imploying as if we have made any kind of summersault, which unfortunately, the present government is making , for simple reasons that once the order was received from the court of law, sir, our government had obeyed it in letter and spirit. In fact the issue of necessity was never revealed.

Mr. Chairman: No, please don't talk of necessity and necessasry. There is difference betwen necessity and necessary.

Syed Iqbal Haider: I will come quickly, very briefly, sir. There are no two opinions that the production of the honourable Senator should not thwart or delay the proceedings.

جناب چیئرمین: اس پہ آپ agree کرتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: We concede to that. Of course, yes, because the trial is there but it is a consistent point of view.

جناب چیئرمین: اگر let us say کل tiral ہے تو کل نہ بلایا جائے۔

Syed Iqbal Haider: If there is no trial, he should be here but suppose trial is day after tomorrow then he should be brought tomorrow and I know that there was no trial.

Mr. Chairman: If the trial is day after he can be called tomorrow and sent back tomorrow evening.

Syed Iqbal Haider: No, Sir, he can come in the morning, go in the evening. He can come back of course. The Supreme Court's order is 'adjust'. Adjust means, suppose, had there been trial today in Rawalpindi, he could have easily come in the evening here also. This is what adjustment means.

Mr. Chairman: But supposing trial is in the morning and the session is in the morning, then what will happen?

Syed Iqbal Haider: Then the trial has priority. There is no two opinion about it. But if the trial is today and then the case has been adjourned and the session is in the evening then he should have been brought by 12 O'clock or 2 O'clock or 4 O' clock flight from Karachi. It is a question of adjustment. The Supreme Court's word is adjustment not that he should not be

brought during the period that the trial is continuing, no.

Secondly, the honourable Minister has made a reference of day to day proceedings. He said in a case in Karachi. I wanted to know from him. Sir, would he be good enough also to specify on which day this order will be implemented. Is it going to be implemented during this week? Was there any trial today? Sir, no. Is there any trial tomorrow? Mr. Khalid Anwar, before taking shelter under that order of the Ehtesab Bench that the case will proceed day to day, he should have specified the commencing day. That is why I wanted his presence, so that I can expose his half truth. Thirdly; Sir there is inconsistency now, when Mr. Islam-ud-Din Sheikh's order was very rightly issued by you, the Law Minister did not bother to mention about any date of hearing of any case. Sir I am stating the facts. Neither the Law Minister nor your goodself mentioned about his date of hearing. I am happy that you have issued the order by the parity of demands, may be irrespective of the Supreme Court Order. Since Islam-ud-Din Sheikh's order was considered necessary, despite the fact that he is ill and unable to be produced. You can see that if it is necessary, it has been established, so please issue the Order for the Production of Mr. Asif Ali Zardari and then.........

جناب چیئرمین۔ نہیں ' آصف زرداری صاحب کا اس سیشن کا تو ہوگیا ہے اب اور کیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب وہ آیا کہاں ہے۔ آپ اپنا فرض تو پورا کردیں۔

جناب چیئرمین۔ جہاں تک ان کے نہ آنے کا سوال ہے۔ دیکھیں ناں سپریم کورٹ کا تو

The Government has to produce him. I am saying that he does not ۔ واضح آرڈر ہے

What will be the purpose نہیں need now for a production order for the session.

of that اس کا مقصد کیا ہو گا؟

Syed Iqbal Haider: The parity demands that Mr. Islam-ud-Din Sheikh's Production Order is unconditional. It is a clear cut order.

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں، وہ تو وہ ہے جو آگے دفتر میں جاتا ہے۔ لیکن جو میرا آرڈر ہے یا جو میری ان کو directions ہیں۔۔۔۔۔

Syed Iqbal Haider: Sir one more thing I do insist, Sir rember that these rulings remain effective for all times to come and when Mr. Khalid Anwar referred to Ch. Shujaat Hussain's ruling, he should have read the whole ruling. And I plead to you and I beseech you that please follow that ruling, and rember that we are sitting today here, next month they might be sitting here or may be nowhere. Thank you.

جناب چیئرمین۔ جی مولانا فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بہت شکریہ جناب عالی، یہ تو اس پر بہت لمبی بحث ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس پر بحث کر بیٹھے ہیں۔ بہت ہو چکی ہے۔

حافظ فضل محمد۔ بہت مختصر جناب ۔ ابھی خالد انور صاحب کچھ اپنے ارشادات فرما رہے تھے ان سے کچھ سوالات ابھر آئے ۔ تقریباً خالد انور صاحب کے خیالات کا جو لب لباب ہے وہ ایک تو یہ ہے کہ وہ اس پر زیادہ زور دے رہے تھے کہ یہ آپ کا صوابدیدی اختیار ہے ۔ وہ بھی اس وقت جب آپ بہت ہی ضروری سمجھیں ۔ اور پھر ضرورت کی تشریح کرتے ہوئے، ضرورت کا بہت ہی بڑا وسیع مفہوم ہے ۔ یعنی مستحبات سے لے کر فرائض تک ۔ مثال کے طور پر ضرورت اس کو بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ کام نہ ہو جائے تو اس کے نہ ہونے سے ایک بہت ہی بڑا نقصان ہو سکتا ہے ۔ اور ضرورت اس کو بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس کو نہ کیا جائے تو اس سے تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے ۔ مثال کے طور پر آپ کسی کو فون کرتے ہیں کہ ائرپورٹ پہنچ جاؤ میں فلاں فلائیٹ سے آرہا ہوں ۔ گاڑی میرے لئے لے آؤ ۔ جب وہ نہیں پہنچ سکتا ہے تو آپ کو پریشانی ہوگی۔ یہ بھی ایک ضرورت ہے ۔ لیکن جب وہ نہیں پہنچ سکتا ہے تو یقیناً اس بندے کو

تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے کہ یہ کیوں نہیں آیا، خیر تو ہے یا کوئی راستے میں کوئی تکلیف ہوگئی۔ پھر وہ کسی ٹیکسی کی تلاش میں ہوتا ہے۔ اس میں جو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کا مفہوم ہے۔ جبکہ خالد انور صاحب ضرورت کے اس حصے کو سامنے لائے ہیں جو اس کی آخری انتہا ہے۔ جو فرائض کے درجات میں ہے۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہ جو ضروری بات ہے یہ بہت وسیع ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کا تعلق سیاسی معاملات سے ہو، جب سیاسی معالات سے ہو تو یقیناً ایک رکن کا یہاں ہونا ضروری ہے اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لئے۔ جب ایک بندہ اپنا فرض ادا کر رہا ہو اور اس کو فرض کی ادائیگی سے روکا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ تو آپ کا مطلب ہے کہ ہر سیشن میں، ہر سٹنگ میں ضروری ہے۔

حافظ فضل محمد ۔ ہر فرد کا ایک استحقاق بنتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ آپ کی بحث کیا ہے مولانا، یہ بتائیں ناں کہ آپ کی بحث کیا ہے کہ ہر دفعہ، ہر سیشن میں اس کو بلانا ضروری ہے۔

حافظ فضل محمد ۔ جی میں اسی پر آرہا ہوں، میں دلیل دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ دلیل تو بعد میں دیں ناں، کیا آپ کا مدعا یہ ہے جو آپ کہنا چاہ رہے ہیں۔

حافظ فضل محمد ۔ ہاں یہی میں کہنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ تو رول میں کیوں نہیں لکھا ہوا کہ ہر سیشن میں بلالیں۔

حافظ فضل محمد ۔ وہی تو ۔۔۔ میں اس پر بھی آرہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ پھر کیوں نہیں لکھا ہے رول میں، لکھ لیتے کہ The Chairman will have to summon every senator, every member اور اب بھی تبدیلی ہوسکتی ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جناب والا! آپ اجازت دیں تو میں خالصتاً قانونی بنیاد پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ یہ نہ سمجھیں کہ فقط آپ لوگوں نے قانون پڑھا ہے۔ ہم بھی قانون جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ اسی لئے میں آپ سے سوال پوچھ رہا ہوں۔ اگر آپ نے نہ پڑھا ہوتا تو آپ سے یہ سوال نہ پوچھتا میں۔

حافظ فضل محمد ۔ یہی تو میں عرض کر رہا ہوں، اگر کوئی کسی بھی سینیٹر کو کسی بھی اجلاس میں شرکت سے روکے تو کیا آپ اس کے خلاف تحریک استحقاق پیش نہیں کریں گے ۔ کوئی بھی سینیٹر ہو، اگر کسی بھی اجلاس میں شرکت سے آپ اس کو روکیں گے، کسی بھی طریقے سے جو قانونی حق نہیں ہے، کوئی اسے روکے تو کیا اس کے خلاف تحریک استحقاق نہیں آئے گی ہر اجلاس میں ۔ تو اس سے پتا چلتا ہے کہ ہر اجلاس میں ان کا ایک فرض منصبی ہے اور وہ اس اجلاس کے حوالے سے اس فرض منصبی کو ادا کرنا چاہتے ہیں۔

تو جناب والا! میں اس حوالے سے ایک بات کر رہا ہوں کہ یہ صوابدیدی ہے ۔ آپ بھی قانون دان ہیں، ہم بھی قانون کا مزاج جانتے ہیں ۔ جناب جب بھی کوئی قانون سازی ہو رہی ہو، اس وقت اس قانونی دفعہ کا جو ایک مخصوص مشخص معین مقصود ہوا کرتا ہے اسی کو اس دفعہ کی روح کہا جا سکتا ہے اور باقی جو آس پاس کی چیزیں ہیں، اگر اس لفظ کی، قانون کے الفاظ کی تشریحات اور تاویلات میں آپ جائیں گے تو کبھی بھی کسی کو انصاف فراہم نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ کسی بھی لفظ میں کسی بھی تاویل کی گنجائش ہے، کسی بھی طریقے سے آپ تاویل اور تشریح اور لیت و لعل سے کام لے سکتے ہیں، ان کو موڑنے کے لئے بہانے اور کچھ نہ کچھ الفاظ کے ذخائر ہر کسی کے پاس ہو سکتے ہیں ۔ اس کی روح کو تباہ کرنے کے لئے ادھر ادھر سے اس کی تشریح کی جا سکتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب یہ دفعہ یہاں پر بن رہی تھی اور یہاں پر یہ قانون بن رہا تھا 72(a) تو اس کا واحد مقصد یہی تھا کہ یہاں جو چیئرمین ہے یقیناً اس سے تو یہ توقع ہو ہی نہیں سکتی ہے کہ کوئی سینیٹر وہاں بند ہو اور وہ نہ بلائے ۔ دوسرا آداب کا لحاظ کرتے ہوئے چونکہ یہ قانون پارلیمنٹ کا ایوان بنا رہا تھا، اس نے اپنے چیئرمین کے بارے میں اس طرح کے الفاظ سے اجتناب کیا کہ ان کو کوئی اٹل حکم دیا جائے کہ چیئرمین نے خواہ مخواہ ان کو بلانا ہے ۔ یہ صوابدید کا لفظ جو رکھ دیا ہے وہ آپ کے یعنی چیئرمین کے احترام اور تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے رکھا ہے ۔ بجائے اس کے کہ اس دفعہ میں یہ شامل کرتے کہ چیئرمین کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس کو بلائے، یہ چونکہ حاکمانہ انداز ہے، اس لئے اس کو چھوڑ کر صوابدید کا لباس ان الفاظ کو پہنا اور حقیقتاً وہی ہے کہ یہ چیئرمین کا فرض بنتا ہے ۔ دوسری بات پر میں آ رہا ہوں جناب والا! تو اس دفعہ کی جو روح ہے وہ یہی ہے کہ یہ چیئرمین کا فرض ہے کہ جب بھی کوئی ممبر بند ہو اس کو بلایا جائے ۔ جناب سب کو اجازت ہے پھر آپ جب بھی ـــ

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ نہیں یہ کیسے آپ نے اندازہ لگایا کہ چیئرمین صاحب سو رہے ہیں۔

(مداخلت)

میر ظفر اللہ خان جمالی ۔ ایک چیز آپ conclude کرا چکے ہیں، ختم ہو چکی ہے پھر بھی آپ بحث چلا رہے ہیں تو پتا نہیں

حافظ فضل محمد۔ جناب عالی! تیسری بات یہ ہے جو میں بول رہا ہوں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔ ایک چیز آپ ختم کرا چکے ہیں پھر بھی آپ اس پر بحث چلا رہے ہیں تو پھر معلوم نہیں۔

حافظ فضل محمد۔ جناب عالی! تیسری بات یہ ہے۔ مجھے یقیناً اس پر افسوس ہوا۔

جناب چیئرمین۔ جناب! میں نوٹ لے رہا ہوں، میں بالکل لے رہا ہوں۔ میں یہ سارا ریکارڈ پھر پڑھوں گا۔ منٹ صاحب please.

حافظ فضل محمد۔ جناب عالی! تیسری بات جو ہمارے وزیر خالد انور صاحب نے کی۔ یقیناً مجھے اس سے دکھ ہوا۔ اس طرح سچی بات جو ہے وہ خود اس سے بچ جاتے ہیں۔ وہ اس وقت کے وزیر کا ریکارڈ نکالتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے اس وقت یہ دلائل دیئے تھے لہذا میرے بھی یہ دلائل ہیں۔ بالکل ہم مانیں گے لیکن ہم اس وقت کی اپوزیشن کا ریکارڈ بھی نکالیں گے کہ اس وقت کی اپوزیشن نے کیا دلائل دیئے ہیں، کیا وہ ہمارے دلائل مانیں گے یعنی اس وقت کی اپوزیشن جو دلائل دے رہی تھی، وہی ہمارے دلائل ہیں۔ جناب! یہ کوئی دلیل تو نہیں بنتی۔ یہ انتہائی سرسری بات ہے اور تیسری بات جو انہوں نے یہ فرمائی کہ سپریم کورٹ کے آرڈر میں راولپنڈی کا لفظ ہے۔ جناب عالی! یہ اس قسم کی جو مکان کی قیود ہوتی ہیں، یہ شرط نہیں ہوا کرتیں۔ اس کو قید اتفاقی کہتے ہیں۔ جب سپریم کورٹ یہ فیصلہ دے رہی تھی تو اس بات کو اپنے دلائل اور فیصلے کے لئے ایک مد اور معاون کے طور پر پیش کیا کہ چونکہ یہ بھی قریبی ہے لہذا لے جاؤ۔ فیصلہ اس بات پر نہیں تھا کہ چونکہ وہ پنڈی میں ہے، اس کو لے جایا گیا ہے، بلکہ فیصلہ اس بات پر دیا کہ چونکہ وہ ممبر پارلیمنٹ ہے، چونکہ سینٹ کا رکن ہے، تو ان کو وہاں پہنچایا جائے اور ان کے لئے پہنچانا مشکل نہیں ہے چونکہ پنڈی میں ہے۔ یہ پنڈی کی جو بات ہے یہ شرط نہیں ہے۔ خالد انور صاحب اس انداز سے اس بات کو پیش کر رہے تھے کہ جیسے یہ شرط ہو اور اس میں بدنیتی کی گنجائش نکالنے کی کوشش کر

رہے تھے کہ ہم اس کو کل لاہور لے جائیں گے، پرسوں کراچی لے جائیں گے پھر ہم کہیں گے کہ جناب! سپریم کورٹ کے فیصلے میں تو پنڈی کا لفظ ہے۔ اب تو یہ لاہور اور کراچی میں ہے۔ لہذا ہم اس آرڈر کے تحت نہیں آتے۔ تو یہ جو قید ہے، یہ جو پنڈی کا لفظ ہے، یہ شرط نہیں ہے۔ یہ قید اتفاقی ہے اور اس کو اپنے فیصلے کے لئے بطور معاون اور مد انہوں نے پیش کر دیا ہے، اس میں داخل کر دیا ہے۔ یہ فیصلے کی روح نہیں ہے۔ ایک آخری بات جیسے حبیب جالب صاحب نے بھی فرمایا ہے، جناب انہوں نے بات اس انداز سے کی ہے کہ چونکہ ان پر 302 کے سخت مقدمات ہیں۔ جناب! اس سے بدتر الزامات بھی ہوتے ہیں لیکن لوگ اس سے بہتر انداز میں بری بھی ہو جاتے ہیں۔ آپ انبیاء علیہ السلام کی تاریخ دیکھیں۔ ان پر کتنے بڑے بڑے الزامات لگے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ خدانخواستہ زرداری کو انبیاء کے ساتھ --- ایک اصول کی بنیاد پر میں بات کر رہا ہوں۔ الزامات تو بہت بڑے بڑے لوگوں پر بھی لگ چکے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں، ہم سب بھی جانتے ہیں۔ مجرم اس وقت ثابت ہوتا ہے، جب عدالت اس کے بارے میں فیصلہ دے دے۔ لہذا یہ دلیل دینا صحیح نہیں ہے، اس دلیل میں کوئی وزن نہیں ہے کہ چونکہ اس پر سخت الزامات ہیں لہذا ہم ان کو یہاں نہیں لاسکتے۔ اگر اسی طریقے سے وہ کل باعزت طور پر بری ہو جائے تو پھر --- یعنی اس دلیل میں کوئی وزن نہیں ہے کہ چونکہ اس پر سخت الزامات ہیں لہذا ان کو نہیں لاسکتے۔ جناب عالی! جو دلائل جناب خالد انور صاحب نے پیش کئے ہیں، میرے خیال میں ان میں کوئی وزن نہیں ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ جی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ میرا خیال ہے اس کو تو ختم کریں ناں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! اگر آپ دو تین منٹ دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ آپ اس پر بحث کر چکے ہیں۔ میں سارا ریکارڈ دیکھوں گا۔ واقعی اس وقت تو یہ سارا میرے ذہن میں نہیں ہے لیکن آپ کی ساری چیزیں recorded ہیں۔ میں پڑھوں گا، دیکھوں گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب چیئرمین۔ اچھا چلیں۔ آپ کی بات مان لیتے ہیں۔ چلیں دو چار لفظ بول لیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب! گزارش یہ ہے کہ جمہوری اداروں کے اندر یہ روایت رہی ہے کہ جو لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان کی اسمبلی اور ایوان میں حاضری ہو اور یہ آپ کی بات درست ہے کہ رول میں ایک کمی ہے۔ میں بھی اس کو سینٹ آف پاکستان

کا ممبر ہونے کی حیثیت سے محسوس کرتا ہوں کہ اگر یہ رول میں واضح طور پر ہوتا کہ بھئی یہ پریویلج ہے کہ ایک ممبر کو آنا ہے، اسمبلی یا سینٹ attened کرنا ہے، اس کی وضاحت ہونی چاہیئے تھی مگر انہوں نے یہ سارا بوجھ Chair کے اوپر ڈال دیا کہ بھئی Chairman کا اختیار ہے جو وہ ضروری یا مناسب سمجھے۔

جناب چیئرمین۔ یہ بھی تو لکھ سکتے تھے کہ چیئرمین کو بیچ میں سے نکال دو کہ جب اجلاس ہو، جو سینیٹر ہو، اس کو پیش کرو۔ بات ختم۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ نہیں جناب! یہ تو نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین ۔ کیوں نہیں ہو سکتا ۔ The government shall produce a Senator detained under any law or under detention for any purpose in every Senate Session. بات ختم۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب وہ تو رول کی بات ہے ناں، ابھی ساری توجہ آپ کی طرف ہے، آپ کی طرف اس لئے کہ میں آپ کو ایک سیاسی بات عرض کروں گا کہ یہاں اس ملک کے اندر قانون کا نہیں بدقسمتی سے انتقام کا سلسلہ بہت ہے۔ یہ جو مشکلات درپیش آتی ہیں یہ انتقام کی وجہ سے پیش آتی ہیں۔ یہاں ایک تو انتقام کا سلسلہ بہت ہے، دوسرا یہ کہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت ملک میں کتنا مالی بحران ہے، کتنا امن امان کا مسئلہ ہے، مسائل ہیں، فیڈریشن اور قومی وحدتوں کے درمیان کتنی چپقلش ہے، یہ ساری باتیں ہیں، اس کے باوجود آپ دیکھیں اپوزیشن اور گورنمنٹ ایسے ہیں جیسے دو مختلف چیزیں، دو الگ نظام، جیسے دو الگ ملک سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ جناب یہ بدقسمتی ہے کہ یہاں جمہوری کلچر نہیں ۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ کے درمیان جو مثبت رابطے ہونے چاہئیں، وہ ہیں ہی نہیں، exist ہی نہیں کرتے۔ حکومت کا سارا وقت گزر جاتا ہے اور کبھی رابطہ نہیں ہوا، یہ نہیں کہ اس حکومت کا قصور ہے، جو پچھلی حکومت تھی اس کا بھی یہی حال تھا، دونوں کی مصیبت ہے، یہ دونوں کا جنجال ہے کہ جمہوری کلچر کو فروغ نہیں دے سکتے؛ نہ اپنی پارٹی کے اندر اور نہ ایوانوں کے اندر۔ تو یہ مشکلات ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ کو تو بحیثیت چیئرمین ایک روایت قائم کرنی ہے، ہماری آپ سے استدعا ہو گی کہ victimization کی بنیاد پر، XYZ کوئی بھی ہو، ممبر سینٹ ہو یا ممبر قومی اسمبلی ہو، یہ آپ کو دیکھنا ہے کہ کم از کم اچھی روایات قائم ہوں۔ میری آپ سے یہی التجا تھی۔

جناب چیئرمین۔ مطلب آپ کا یہ ہے کہ اس کی تشریح کرتے ہوئے ملک کے حالات پر نظر رکھی جائے کہ یہاں پر کیا حالات ہوتے ہیں اور کیا کیا ہوتا ہے۔

That concludes hearing on this question of the production order. I reserve my judgement and I will deliberate as soon as it is ready.

سید اقبال حیدر۔ راجہ صاحب نے بتانا ہے آج کیوں نہیں آئے۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ صاحب کچھ پتا چلا کہ کیا بات ہوئی؟

راجہ محمد ظفر الحق۔ اقبال حیدر صاحب بھی تشریف لائے تھے ۔ I tried my best چوہدری شجاعت صاحب ، لاءمنسٹر اور لاء سیکریٹری دونوں اسلام آباد میں نہیں ہیں۔ تو کسی سے contact نہ گھر پر اور نہ آفس میں ہو سکا ہے۔ I will continue my efforts کہ معلوم کروں کہ آج کی کیا وجہ ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اتنی تو یقین دہانی کرا دیں کہ we will produce him tomorrow morning.

Mr. Chairman: I don't think this " Yaqeen Dahani" is needed, the Supreme Court is there, it is the responsibility of the Government. I think the Government is trying to explain

کہ کیا بات ہے۔

Syed Iqbal Haider: You mean, I should file a contempt of court case.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں راجہ صاحب کو تو نہیں پتا ناں ۔ We will ask the Interior Secretary. the Interior Minister, I hope will be here tomrrow یا راجہ صاحب ان سے پوچھ کر ہمیں بتائیں گے کہ کیا بات ہے ۔ because as I see the order of the Supreme Court وہ تو واضح ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اگر صبح یہ نہیں آئے تو میں نے فوراً سپریم کورٹ جانا ہے۔

(مداخلت)

شیخ رفیق احمد - Ministry of Interior کا یہ حال ہو گیا ہے جیسا کہ وہ یہاں نقشہ پیش کر رہے ہیں - کیا واقعی Interior Ministry اسی طرح fulfil کرتی ہے کہ ایک منسٹر contact کر رہا ہے اور انہیں کوئی relevant آدمی مل ہی نہیں رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ جی جناب جمالی صاحب۔

Mir Zafarullah Khan Jamali: The Interior Minister and the Interior Secretary, they are on official tour to Balochistan, they can be contacted at Quetta or through the C.M's Office Balochistan.

وہ کل بھی نہیں آئیں گے، وہ پرسوں آئیں گے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اسی لئے میری گزارش ہو گی کہ راجہ صاحب نے اگر contact کرنا ہے تو they would be in Quetta and they will come tomorrow or day after......

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی ۔ اب کیا کرنا ہے ' adjourn کرنا ہے تو کل I believe, you are agree towards the adjournment till tomorrow evening. ٹھیک ہے جی کل شام تک کرنا ہے ناں۔

The House is adjourned till tomorrow at 5.00 p.m.

[The House then adjourned to meet again on Tuesday, the 1st September, 1998 in the evening at 5.00 p.m.]